MARCH-2023 Rs. 30/-

شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ / مارچ ۲۰۲۳ء

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنّی دُنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

مدیرِ اعلیٰ مدظلہ العالی

عقیدۂ ختم نبوت

ہم تو مائل بہ کرم ہیں

امام اعظم اور تین عورتیں

عظمت امام اعظم ابو حنیفہ

شعبان المعظم کے فضائل اور معمولات

سانحۂ اجمیر! الزامات اور گستاخیاں

انسانی زندگی پر گناہوں کے منفی اثرات

عہد وسطیٰ میں علما کی سائنسی خدمات

فرضی قصہ گوئی اور اس کے گمراہ کن اثرات

کثرت طلاق کی وجوہات اور ان کا شرعی حل

فضائل شب برأت اور معمولات اہل سنت

مدیر

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

مرکز الدراسات الإسلامیة جامعۃ الرضا بریلی شریف یوپی، ھند

CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA

MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)

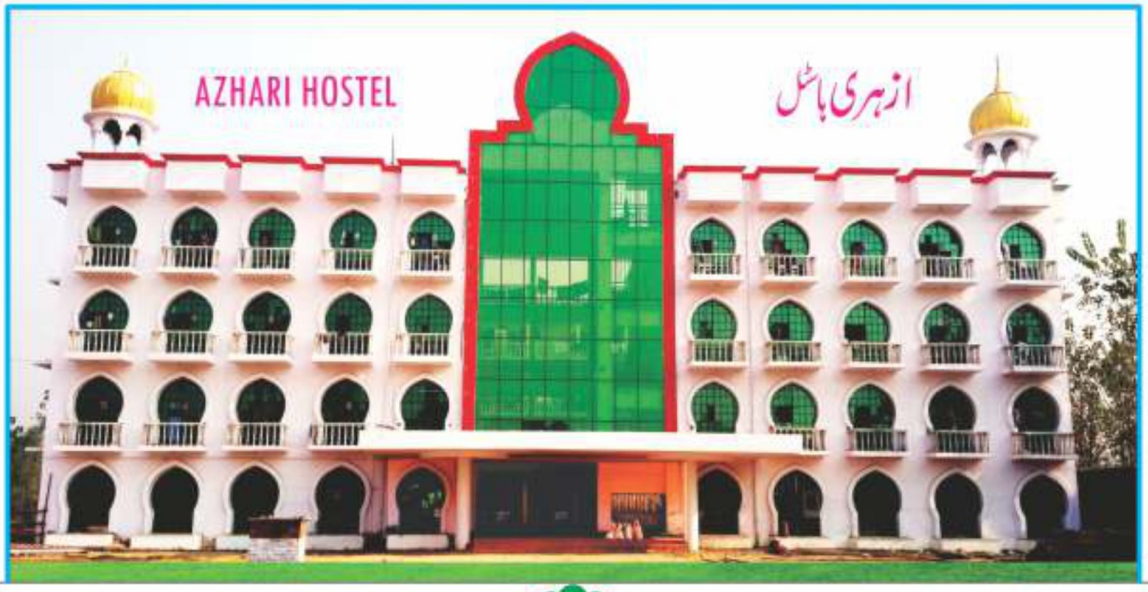

Imam Ahmad Raza Trust

82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)

امام احمد رضا ٹرسٹ

۸۲/سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی (الہند)

E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org

Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869

State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597

HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار

امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی، مفتیٔ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی

وارث علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتیٔ اعظم نور دیدۂ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی

محمد اختر رضا

خاں قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی

محمد عسجد رضا

خاں قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

مرکز اہل سنت و جماعت استاذ العلماء قادری برکاتی رضوی علوی صدیقی حامدی

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

شمارہ نمبر ۳
Issue No. 03
Vol. 8 جلد نمبر ۸

۱۴۴۴ھ
شعبان المعظم
مارچ ۲۰۲۳ء

تزئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا

محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

قیمت فی شمارہ:	۳۰ روپے
سالانہ	۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے
سالانہ	۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے	۱۲۰۰ روپے
امریکہ اور دیگر ممالک سے	۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ

کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ

قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت

اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

رابطہ کا پتہ

ماہنامہ سنی دنیا
۸۲/سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

Email:

sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

Contact Address

MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس، بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲/سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

کالم	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ	ہم تو مائل بہ کرم ہیں	محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی	۵
اسلامیات	انسانی زندگی پر گناہوں کے منفی اثرات	مولانا طفیل احمد مصباحی	۶
❀	عہد وسطیٰ میں علما کی سائنسی خدمات	ڈاکٹر محمد احمد نعیمی	۱۰
❀	فرضی قصہ گوئی اور اس کے گمراہ کن اثرات	مولانا عبد الرحمٰن پٹیل مصباحی	۱۵
❀	شعبان المعظم کے فضائل اور معمولات	حافظ افتخار احمد قادری	۱۷
❀	فضائل شب برأت اور معمولات اہل سنت	مفتی محمد صابر القادری فیضی	۲۲
ملفوظات	ملفوظات تاج الشریعہ	حضور تاج الشریعہ قدس سرہ	۲۵
اعتقادیات	عقیدۂ ختم نبوت	مولانا محمد اظہر القادری مرکزی	۳۰
احوال قوم وملت	سانحۂ اجمیر! الزامات اور گستاخیاں	مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی	۳۲
❀	کثرت طلاق کی وجوہات اور ان کا شرعی حل	مفتی محمد مشتاق احمد امجدی	۳۵
اسلاف واخلاف	امام اعظم اور تین عورتیں	مفتی محمد جمیل احمد قادری	۴۱
❀	عظمت امام اعظم ابوحنیفہ	مولانا مجتبیٰ اشرف قادری	۴۲
ترغیبات	فکر آخرت	علامہ مفتی صالح قادری بریلوی	۴۷
سخن در سخن	منظوم سوانح اعلیٰ حضرت	مفتی محمد ملک الظفر سہسرامی	۵۰
منظومات	کیسے کر پائے کوئی منظر کشی معراج کی	مولانا محمد سلمان رضا فریدی	۵۴
❀	آقا کے در مجھے دل بے تاب لے گیا	سید خادم رسول عینی	۵۴
❀	مبارک ہو نواسہ آپ کو اے قائد ملت	مولانا محمد جسیم اکرم مرکزی	۵۴

فہرست

شعبان میرا مہینہ ہے

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے، شعبان گناہوں سے پاک کرنے والا اور رمضان گناہوں کو مٹانے والا ہے، ایک دوسری روایت میں فرمایا: رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے، شعبان میرا اور رمضان میری اُمت کا! آپ ﷺ نے فرمایا تمام مہینوں پر رجب کی فضیلت ایسی ہے جیسے قرآن مجید کی تمام کتابوں پر، شعبان باقی مہینوں سے اسی طرح افضل ہے جس طرح مجھے باقی تمام انبیا پر فضیلت حاصل ہے اور رمضان کی باقی مہینوں پر فضیلت ایسی جیسے اللہ تعالیٰ تمام مخلوق سے افضل ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

ہم تو مائل بہ کرم ہیں

شعبان المعظم اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ ہے اور اس مہینے میں رحمت الٰہی کی جھما جھم برسات ہوتی ہے، حدیث پاک میں ہے کہ اس مہینے کی پندرہویں شب کو اللہ غفور ورحیم نبی کلب کی بکریوں کی تعداد سے زیادہ گنہگاروں کی بخشش فرماتا ہے، ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ جب شعبان کی پندرہویں رات آئے تو اس رات کو قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات سورج غروب ہوتے ہی (اپنی شان کے لائق) آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے اور فرماتا ہے: کیا ہے کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا! جس کی میں مغفرت کردوں؟ کیا ہے کوئی مجھ سے رزق طلب کرنے والا! جسے میں رزق عطا کردوں؟ کیا ہے کوئی مبتلائے مصیبت! جسے میں عافیت عطا کردوں؟ کیا ہے کوئی فلاں حاجت والا؟ کیا ہے کوئی فلاں شئے کا طلب گار؟ (اسی طرح ارشاد ہوتا رہتا ہے) یہاں تک کہ فجر طلوع ہوجاتی ہے۔

مسلمانو! ذرا غور تو کرو کہ یہ کیسا سنہرا موقع ہے جب اللہ رب العزت خود مائل بہ کرم ہے اور سائلوں کو مانگنے کا آفر دے رہا ہے، صلائے عام ہو رہا ہے کہ اگر تم بخشش ومغفرت چاہتے تو مجھ سے طلب کرلو، رزق ودولت چاہئے تو آجاؤ میری بارگاہ میں، عزت وعظمت کے سوالی ہو تو دوڑو میری طرف، مصائب وآلام کے شکار ہو تو آؤ ان سے تجھے نجات دے دوں، اپنے خوابوں کی تعبیر چاہئے تو آجاؤ، دین و دنیا سنوارنا چاہتے ہو تو آؤ میری بارگاہ میں، بگڑی سنور جائے گی۔

لیکن افسوس! دنیا طلبی کے عفریت نے ہمیں ایسا اپنے شکنجے میں دبوچ رکھا ہے کہ ہمیں اس حسین موقع کی اہمیت وافادیت کا اندازہ ہی نہیں! ہماری غفلتوں کا عالم یہ ہے کہ ہم اس دنیائے فانی کے آفروں کے لئے تو اپنا قیمتی وقت نکال لیتے ہیں لیکن اخروی نعمتوں کے آفرز کو ہم طاق نسیاں کے حوالے کر بیٹھے ہیں، آج کمپنیاں جب کوئی آفر دیتی ہیں تو ہم اس آفر کا فائدہ اٹھانے کے لئے بے تحاشہ دوڑ پڑتے ہیں، اس وقت نہ کوئی ڈیوٹی دکھتی ہے نہ کوئی کاروبار نظر آتا ہے اور نہ ہی کوئی ضروری کام! ساری مصروفیات چھوڑ کر ہماری بس یہی کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح ہم اس آفر کا فائدہ اٹھالیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سنہرا موقع ہمارے ہاتھوں سے نہ نکل جائے۔

ہماری اس غفلت شعاری پر کس کو نہ رونا آئے گا کہ دنیا کی چند روزہ زندگی کے لئے ہم اس قدر حساس ہیں کہ سب کچھ چھوڑ کر اس کے حصول میں لگ جاتے ہیں اور آخرت جو ہمیشہ کے لئے ہے، ہم اس کے لئے اس قدر غیر ذمہ دار اور غیر حساس ہیں کہ سہل الحصول ہونے کے باوجود بھی اس سلسلے میں مسلسل غفلتوں کے شکار ہیں، یاد رکھئے احادیث مبارکہ میں شب برأت کی بے شمار فضیلتیں اور برکتیں وارد ہیں، جس طرح اللہ رب العزت نے یوم جمعہ کو ہفتہ کے تمام دنوں پر، ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر، قبولیت کی ساعت کو تمام ساعتوں پر، لیلۃ القدر کو تمام راتوں پر فضیلت دی ہے، اسی طرح شب برأت کو دیگر راتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے، اس مبارک رات کو بندوں کے نامۂ اعمال بارگاہ ایزدی میں پیش کئے جاتے ہیں، سال میں جتنے بھی لوگ پیدا ہونے والے ہوتے ہیں اور جتنے بھی لوگ فوت ہونے والے ہوتے ہیں سب کے نام لکھ دیئے جاتے ہیں اور لوگوں کی روزی مقرر کردی جاتی ہے۔

کیسی ناعاقبت اندیشی ہے کہ نبی کریم ﷺ معصوم ہوتے ہوئے بھی اس ماہ مقدس میں کثرت سے روزے رکھتے، عبادت و ریاضت کرتے، مرحومین کے لئے دعائے مغفرت فرماتے اور ایک ہم ہیں کہ ہمارا لمحہ لمحہ گناہوں کی آلائش سے عبارت ہونے کے باوجود بھی بارگاہ ایزدی میں حضوری، فرائض ونوافل کی ادائیگی اور طلب رحمت ومغفرت کے اس سنہرے موقع سے غافل ہیں۔ ◆◆◆

(از: مولانا طفیل احمد مصباحی*

انسانی زندگی پر گناہوں کے منفی اثرات

اسلامیات

معصیت یا گناہ شقاوت و بدبختی کی علامت اور دنیا وآخرت میں ہلاکت وخسران کا سبب ہے، گناہوں کے باعث عبادت کی توفیق چھین لی جاتی ہے اور طاعت کی قوت کمزور اور مضمحل ہو جایا کرتی ہے، گناہوں کا دلدادہ انسانیت وشرافت کا لبادہ اتار کر حیوانیت کا رقص کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے، معصیت ،ظلمت کا دوسرا نام ہے، جس سے ایوانِ حیات میں ہر طرف اندھیرا اور مہیب سناٹا دامن پسارے نظر آتا ہے، گناہوں کی وجہ سے عبادت کی لذت ختم ہو جاتی ہے، غرض کہ انسانی زندگی پر گناہوں کے بڑے بھیانک نتائج اور منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

گناہوں کا وبال! قرآن کی روشنی میں

اللہ رب العزت نے جہاں قرآنِ مقدس میں اعمالِ صالحہ کی انجام دہی پر جنت اور اس کی نعمتوں کی بشارت دی ہے، وہاں گناہوں کے ارتکاب پر وعید بھی سنائی ہے، وعدہ ووعید اور ترغیب وترہیب دونوں پہلوؤں پر قرآن نے روشنی ڈالی ہے:

''فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔''

قرآن کا اٹل فیصلہ ہے:

''الدنیا مزرعۃ الآخرۃ۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور دنیا دار العمل والامتحان بھی ہے۔''

اللہ رب العزت آخرت میں بندوں کو ان کے اعمال کے مطابق جزا وسزا دے گا، لیکن اچھے کاموں کا ثمرہ ونتیجہ اور گناہوں کی نحوست کا اثر دنیا ہی میں ظاہر فرما دیتا ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل آیتِ کریمہ اس پر شاہد ہے:

''مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۔ یعنی جو کوئی نیک کام کرے، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ صاحبِ ایمان ہو، تو ہم اُسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔'' (سورۃ النحل، آیت نمبر ۹۷)

اس آیتِ کریمہ سے یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ عملِ صالح (اچھا کام) پاکیزہ زندگی اور پُرسکون حیات کا سبب ہے اور اللہ رب العزت نے ایمان وعملِ صالح کے نتیجے میں "حیٰوۃً طیبۃً" یعنی اچھی، پاکیزہ، عمدہ اور پُرسکون زندگی عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، اس سے ایک عام پڑھا لکھا آدمی بھی یہ نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ اگر صورت اس کے برعکس ہو، یعنی انسان ایمان کے بجائے کفر والحاد یا اعمالِ سیّئہ (بُرے کاموں) میں مبتلا ہو تو اسے "حیاتِ طیّبہ" کے بجائے "حیاتِ سیّئہ" میں مبتلا کر دے گا اور اسے پاکیزہ زندگی کے بجائے مصیبت اور مشکل بھری زندگی کے جہنم میں جھونک دے گا، انسانی زندگی پر گناہوں کے منفی اثرات مرتب ہونے سے متعلق سورۂ طٰہٰ کی یہ آیت بھی ہمیں بار بار متنبہ کرتی ہے:

''وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَإِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكاً ۔

ترجمہ: اور جو شخص میرے ذکر (نصیحت) سے اعراض کرے گا تو اس کے لیے (دنیا وآخرت میں) تنگی کا جینا ہوگا۔''

تفسیرِ ابنِ عباس میں "معیشۃ ضنکاً" کی تفسیر یوں بیان کی گئی ہے:

''قال الإمام البخاری :قال ابن عباس رضی اللہ عنہما: [ضنکاً] الشقاء .....و الضنک ھو الضیق و الشدۃ و تفسیرہ بالشقاء من التفسیر باللازم لأن الشقاء لازم للضیق و ناتج عنہ۔ امام بخاری نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس آیت میں "ضنکاً" سے شقاوت

یعنی بدبختی مراد ہے۔" ضنك " دراصل تنگی اور شدت و مصیبت کو کہتے ہیں، اس کی تفسیر" شقاوت" سے کرنا اقرب الی الصواب ہے، کیوں کہ شقاوت تنگی کو لازم ہے اور اس کا لازمی نتیجہ ہے۔'' (تفسیر ابن عباس، ص ۶۲۵ رجامعہ ام القریٰ، مکہ)

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی نہیں کرتا، دن رات اس کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا کی زندگی تنگ کر دیتا ہے اور اسے غربت وتنگدستی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اگر وہ مالی طور پر مضبوط بھی ہو تو اس کے رزق سے برکت اٹھالی جاتی ہے اور سکونِ قلب کی دولت اس سے چھین لی جاتی ہے، خلاصۂ کلام یہ کہ اللہ عزوجل کی فرماں برداری خوش حالی زندگی کی ضمانت ہے اور اس کی نافرمانی ذلت ونکبت، تنگدستی اور معاشی انحطاط کا سبب ہے۔ اللہ عزوجل کے حکم سے منہ موڑنا اور ان کے اوامر ونواہی کے خلاف کام کرنا، معصیت کے زمرے میں آتا ہے اور یہ حکم عدولی عذابِ الٰہی کا سبب ہے۔

سورۂ اعراف کی آیت ہے: [فلما عتوا عن ما نهوا عنه قلنا لهم كونوا قردة خسئين] پھر جب انہوں نے ممانعت کے حکم سے سرکشی کی، ہم نے ان سے کہا: ہو جاؤ دھتکارے ہوئے بندر، اللہ کی رحمت اس کے غضب پر اور اس کا فضل اس کے عدل پر غالب ہے، اللہ کی رحمت مجرموں کو مہلت دیتی ہے اور گنہگاروں کو موقع دیتی ہے کہ وہ راہِ راست پر آجائیں، اگر اللہ تعالیٰ مجرموں کو ان کے جرائم پر مواخذہ شروع فرمادے تو وہی ہوگا جس کا ذکر قرآن مقدس میں یوں ہوا ہے: [ولو يؤاخذ الله الناس بما كسبوا ما ترك على ظهرها من دابة] اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے کرتوت پر پکڑتا (مواخذہ کرتا) تو روئے زمین پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا۔ الامان و الحفیظ!

گناہوں کا وبال! حدیث کی روشنی میں

''أخبرنا مَالِك، أخبرنا يحيَى بن سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: مَا ظَهَرَ الْغُلُولُ فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا أُلْقِيَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبُ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا كَثُرَ فِيهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ الْحَقِّ إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ إِلَّا سَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِمُ الْعَدُوَّ۔ (مؤطا امام محمد، ابواب السیر، ص ۳۶۸-۳۶۹ رمجلس برکات، مبارک پور)

ترجمہ: حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس قوم میں مالِ غنیمت کی چوری رائج ہو جائے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں دشمن کا رعب اور ہیبت ڈال دیتا ہے اور جس قوم میں زناکاری و بے حیائی عام ہو جاتی ہے، اس میں کثرت سے موتیں واقع ہوتی ہیں اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کا رزق قطع (تنگ) کر دیتا ہے اور جو قوم حق کے خلاف فیصلہ کرتی ہے، اس میں قتل وغارت اور خون ریزی عام ہو جاتی ہے اور جو قوم وعدہ خلافی کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر اس کے دشمن کو مسلط فرما دیتا ہے۔''

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ مالِ غنیمت میں چوری، بے حیائی زناکاری، ناپ تول میں کمی اور وعدہ خلافی ایسے سخت گناہ ہیں کہ ان کے اثرات وعواقب دنیا ہی میں ظاہر ہونے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مجرموں کے سروں پر مذکورہ عذاب وعقاب دنیا میں مسلط فرما دیتا ہے، نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔

کثرتِ معصیت سے دل سیاہ ہو جاتا ہے

انسانی زندگی پر گناہوں کے منفی اثرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ گناہوں کی کثرت سے دل سیاہ اور پتھر کی مانند سخت ہو جاتا ہے اور نیکیوں کی طرف اس کا میلان کم ہو جاتا ہے، معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے:

''إِنَّ المؤمنَ إذا أذنبَ كانت نُكتةٌ سوداءُ في قلبِه، فإن تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُه فإن زَادَ زَادَتْ فذلك الرَّانُ الَّذي ذكر اللهُ في كتابِه: كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ ترجمہ: مومن جب گناہ کرتا ہے تو دل پر ایک سیاہ نقطہ (دھبہ) پڑ جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ واستغفار کر کے گناہوں سے الگ ہو جائے تو اس کا دل صاف و

صیقل کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ توبہ و استغفار نہ کرے اور گناہوں میں زیادتی کا مرتکب ہوتا رہے تو وہ سیاہ دھبّہ پھیل جاتا ہے (اور پورے دل پر چھا جاتا ہے) اور یہ گناہوں کا وہی میل (زنگ) ہے جس کے بارے میں اللہ رب العزت نے قرآن نے میں ذکر فرمایا ہے: کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا جاتا ہے ان کی کمائیوں (کرتوتوں) کی وجہ سے۔'' (سنن ابنِ ماجہ، کتاب الزہد، حدیث نمبر ۴۲۴۴—ص ۱۴۱۸ رمطبوعہ: داراحیاء الکتب العربیۃ، بیروت)

اس حدیث پاک سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں، **اوّل**: یہ کہ گناہوں کا اثر براہِ راست انسان کے دل پر پڑتا ہے، انسان جب جب معصیت کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی وجہ سے دل پر ایک کالا نقطہ (دھبّہ) پڑ جاتا ہے اور کثرتِ گناہ کے سبب انسان کا دل سخت کالا ہو جاتا ہے۔

دوم: یہ کہ توبہ و استغفار سے گناہوں کے میل دُھل جاتے ہیں، دل حسبِ سابق آئینہ کے مثل چمکنے لگتا ہے اور توبہ طہارتِ قلب ونظر کا سبب ہے۔

ترکِ معصیت سے متعلق حضور ﷺ کی پیاری نصیحت

معلم کائنات، فخرِ موجودات، جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثتِ طیبہ کا مقصد کتاب وحکمت کی تعلیم اور گناہوں سے اذہان وقلوب کی تطہیر تھا، تزکیۂ نفس وتطہیر باطن کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ چوں کہ معصیت بنتی ہے، اس لیے آپ نے گناہوں کی جڑ کو اکھاڑ پھینکنے کی بھرپور کوشش فرمائی اور معصیت کی آلودگیوں سے محفوظ ایک ایسا صاف وشفاف معاشرہ تشکیل دیا، جس میں نیکیوں کی حکمرانی تھی اور گناہوں کا شائبہ تک نہیں تھا، ایک روز حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بارگاہِ رسالت میں عرض گذار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! مجھے کچھ نصیحت فرمائیں: آپ نے ارشاد فرمایا:

''اھجری المعاصی فانھا افضل الھجرۃ و حافظی الفرائض فانھا افضل الجھاد و اکثری من ذکر اللہ فانک لا تاتی اللہ بشئ احب الیہ من کثرۃ ذکرہ۔

ترجمہ: گناہوں سے ہجرت کرلو یعنی گناہوں کو چھوڑ دو، کیوں کہ یہ سب سے بڑی ہجرت ہے، فرائض کی پابندی کرو، کیوں کہ یہ افضل ترین جہاد ہے اور کثرت سے اللہ عزوجل کا ذکر کرو، کیوں کہ اللہ کی بارگاہ میں کثرتِ ذکر سے زیادہ کوئی محبوب عمل لے کر تم خدا کی بارگاہ میں حاضر نہیں ہوگی۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی، جلد ۲۵ رص ۱۲۹ رحدیث نمبر ۳۱۳ رمطبوعہ: مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ)

انسانی زندگی پر گناہوں کے منفی اثرات

حدیث پاک کی صراحت کے مطابق علم ایک نور ہے اور معصیت ظلمت ہے اور نور وظلمت میں تضاد ہے، دونوں کا اجتماع محال ہے۔ جس دل میں معصیت کی ظلمت ہوگی، وہاں علم وحکمت کا نور اور فکر ونظر کا چراغ نہیں جل سکتا۔ نورِ علم حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کا دل گناہ کی نحوست اور معصیت کی تاریکی سے پاک ہو۔ گناہ نہ صرف یہ کہ علم سے محرومی کا سبب ہے، بلکہ حافظے کی خرابی کی بھی ایک بڑی وجہ ہے، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ عزیزم! علم ایک نور اور ایک چراغ ہے، اس کو گناہوں کی ظلمت سے بجھنے مت دینا۔

اسی طرح حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاذ حضرت امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے قوتِ حافظہ کمزور ہونے کی بابت استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا: گناہ کرنا چھوڑ دو، قوتِ حافظہ درست اور مضبوط ہو جائے گی۔ کیوں کہ علم، اللہ کا نور ہے اور نورِ الٰہی کسی گنہگار کے حصے میں نہیں آتا، شکوت الیٰ وکیع سوء حفظی فاوصانی الیٰ ترک المعاصی فان العلم نور من الہٰ ونور اللہ لا یعطیٰ۔

گنہگار کی رزق سے محرومی

گناہوں کی نحوست کی وجہ سے بندہ علم وحکمت کے علاوہ رزق ودولت سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دسترخوان بہت وسیع ہے۔ مومن، کافر، دوست، دشمن، نیکوکار، بدکار اور صالح وفاجر سب اس سے فیضیاب ہوتے ہیں، شیخ سعدی

شیرازی علیہ الرحمہ نے سچ فرمایا ہے: ادیمِ زمیں سُفرۂ عام او ست چہ دشمن بریں خوانِ یغما چہ دوست۔

اللہ عزوجل اپنے بندوں پر ستر ماؤں سے زیادہ رحیم وشفیق ہے کہ بندہ رات دن اس کی نافرمانی کرتا ہے، لیکن جرم ومعصیت کی وجہ سے اس کا رزق بند نہیں فرماتا ہے، انسان وحیوان سمیت روئے زمین پر رینگنے والی ساری مخلوق کا رزق اللہ رب العزت نے اپنے ذمۂ کرم پر لے رکھا ہے: و ما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقھا۔ غرض کہ رزق ایک ایسی عام نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا دروازہ گنہگار بندے پر بھی بند نہیں فرماتا۔ لیکن کثرتِ گناہ کے سبب بندہ بعض اوقات رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے، سنن ابنِ ماجہ کی مشہور حدیث ہے:

''عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ وَلَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بھلائی عمر کو زیادہ کر دیتی ہے اور تقدیر کو سوائے دعا کے کوئی چیز نہیں لوٹا نہیں سکتی اور آدمی اپنے اس گناہ کی وجہ سے جو وہ کرتا ہے، رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔'' (سننِ ابن ماجہ، کتاب الفتن، ص ۱۳۳۴ رحدیث نمبر ۴۰۲۲ رمطبوعہ داراحیاء الکتب العربیۃ، بیروت)

اسی طرح گناہوں کے سبب دل میں وحشت پیدا ہوتی ہے، دل گھبراتا ہے اور سکون کی دولت ختم ہو جاتی ہے، لوگوں سے اچھے تعلقات بگڑ جاتے ہیں، معاملات خراب ہو جاتے ہیں، جائز مقاصد کے حصول میں قدم قدم پر رکاوٹیں پیش آتی ہیں، چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے، گناہوں کے عادی شخص سے لوگ نفرت کرتے ہیں اور ان سے دور رہنے میں ہی اپنی عافیت محسوس کرتے ہیں، الامان و الحفیظ! اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور گناہوں سے دور ونفور رکھے، آمین۔

◆◆◆

ص ۲۴ رکا بقیہ.....

ناراضگی علاوہ جو ظاہری نقصان اور اصراف بے جا ہوتا ہے، اس کا اندازہ اخبارات و اطلاعات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے، تمام مسلمانوں کو اجتماعی طور پر اس غلط رسم ورواج اور خلاف شرع عمل کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، ہر برائی کوشش کی جائے تو ختم کی جا سکتی ہے، مومن کی شان یہ ہے کہ اس کا ہر قول وعمل اسلامی احکام کا آئینہ دار ہوتا ہے، اسی لئے تو رب قدیر نے ہمارے سروں پر ''خیر امت'' کا تاج زرّیں رکھا ہے، ارشاد فرمایا:

''کنتم خیر امت اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔ یعنی تم بہترین امت ہو، لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔'' (آل عمران: ۱۱۰)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اس عمل کو کبھی ترک نہ کریں اور ہمیشہ دعوت وتبلیغ دین کا فریضہ انجام دیتے رہیں، کیونکہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے اور اب یہ ذمہ داری رب کریم نے امت محمدیہ کے سپرد فرما دیا ہے، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اس مقدس فرائض سے منہ موڑنے کے بجا کے دلچسپی کے ساتھ تبلیغی کاموں میں حصہ لینا اپنا شعار بنا لیں، آج ہماری تنزلی اور غلامی کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اسلام کے اصولوں پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے، ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں کہ۔ ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہو کر
ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

آج بھی اگر ہم اسلام کے اصولوں پر عمل پیرا ہو جائیں تو کامیابیاں قدموں کا بوسہ لیتی ہوئی نظر آئیں گی۔ ؎

ہمیں کرنی ہے شہنشاہ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہو گئے تو رحمت پروردگار اپنی

پروردگار عالم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہم سب کو اسلام کے اصولوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایمان پر ہمارا خاتمہ نصیب فرمائے، آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین۔

◆◆◆

پہلی قسط

عہدِ وسطیٰ میں علما کی سائنسی خدمات

علمِ طب، علمِ ریاضی اور علمِ فلکیات کے حوالے سے

(از: ڈاکٹر محمد احمد نعیمی *

اسلامیات

''عہدِ وسطی میں عقلی علوم یا سائنسی علوم میں مسلمانوں کی خدمات! علمِ طب، علمِ ریاضی اور علمِ فلکیات کے حوالے سے۔''

"Muslim Contribution of Rational Sceince in the Middle Period: With reference of Medicine, Mathematics and Astronomy."

ذکر کردہ موضوع پر گفتگو کرنے سے قبل ضروری ہے کہ پہلے سائنس کا مختصر تعاف پیش کیا جائے۔

سائنس کا معنی ومفہوم

سائنس لاطینی زبان کے لفظ سائنیٹا سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے سیکھنا، جاننا اور مخصوص علم۔ انگریزی زبان میں سائنس لفظ سے مراد فطری، قدرتی، مادی اور جسمانی علوم ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان نے اپنی ضروریات اور سہولیات کے لیے جو نئی نئی ایجادات کی ہیں وہ سب سائنس کی ہی دین ہیں۔

سائنس وہ منظم علم یا تعلیم ہے جو غور وخوض، تحقیق، مطالعہ اور تجربے سے حاصل ہوتی ہے۔ کسی بھی چیز کے بارے میں علم حاصل کرنا اور پھر اس معلومات کو صحیح طریقے سے استعمال کرنا یعنی کسی بھی شئ کا صحیح معائنہ، صحیح تجزیہ، صحیح قیاس اور صحیح تجربہ کرنا ہی سائنس ہے۔

سائنس کا مقصد

سائنس کا مقصد یہ جاننے کی کوشش کرنا ہے کہ کائنات کیسے بنی؟ یہ زندگی کس طرح وجود میں آئی؟ دنیا کیسے چلتی اور کیسے کام کرتی ہے؟ سائنس کے ذریعے اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ کائنات یا کائنات کی اشیا کے اندرونی رازوں اور پوشیدہ حقائق کو جانا جائے۔

سائنسی علوم کی اقسام

اہلِ علم ودانش کائنات کو تین بڑے حصوں میں تقسیم کرتے ہیں: (۱) فطرت یا مادّہ (۲) زندہ اجسام (۳) انسانی وجود، اسی طرح سائنس بھی تین حصوں میں تقسیم ہے، فطرت یا مادہ سے تعلق رکھنے والے سائنسی علوم میں علم طبقات الارض (Stratigraphy)، علم طبیعیات (Physics)، علم کیمیا (Chemestry)، علم ہیئت یا علم الافلاک (Astronomy) وغیرہ شامل ہیں، با حیات یا زندہ اجسام اور زندگی سے متعلق سائنسی علوم میں علمِ حیات (Bio-Science)، علم الحیوان (Zoology)، علم معدنیات (Metallographies)، علم نباتات (Botany)، علم الاجسام (Physiology)، علم الارحام (Embryo)، علم العلاج (Pathology)، علم طب (Medicine) اور علم جراحت (Surgery) وغیرہ داخل ہیں اور انسان کے وجود کی حقیقت اور اس کی علامات وحالات اور مناظر سے متعلق سائنسی علوم میں سائیکلوجی (Psychology)، علم النفس، علم التاریخ (History)، علم سیاسیات (Politics)، علم الاخلاق (Ethics)، علم الاقتصاد (Economics)، علم قانون (Canon, Jurisprodence) اور علم التعلیم (Pedagogy) وغیرہ شامل ہیں۔

ہمیں یہاں سائنس کی تینوں اقسام سے متعلق علوم، بالخصوص علمِ طب، علمِ فلکیات اور علمِ ریاضی سے متعلق یہ بتانا ہے کہ دیگر سائنسی علوم کی طرح علمِ طب) میڈیکل سائنس (، علم فلکیات، علم ریاضی، سے متعلق بھی اکثر وبیشتر علوم مسلم اہلِ علم ودانش کی دین ہیں۔ علم طب، علم علاج، علم ہیئت اور علم ریاضی کی باضابطہ بنیاد رکھنے والے، اس موضوع پر باقاعدہ کتابیں لکھنے والے، منظم

* مضمون نگار شعبۂ اسلامک اسٹڈیز ہمدرد یونیورسٹی، نئی دہلی کے اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔

شفاخانے، اسپتال قائم کرنے والے، رصدگاہیں تعمیر کرنے والے اور ریاضی کی بنیادیں استوار کرنے والے مسلم علما ہی ہیں۔

کون کس سے بحث کرتا ہے

دین یا مذہب اللہ یا خالق کے بارے میں بحث کرتا ہے اور سائنسی علوم خدا کی پیدا کی ہوئی اشیا اور مخلوق کے بارے میں کھوج اور تحقیق کرتے ہیں، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن اور نبیٔ اکرم ﷺ نے حدیث میں خود حکم دیا ہے:

★ افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا۔ (سورۂ محمد، آیت ۲۴) کیا وہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے، کیا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔

★ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ (سورۂ حشر، آیت ۲) اے بصیرت یا عقل والو تم اعتبار کرو۔

★ قال رسول اللہ ﷺ: اطلبو العلم من المھد الی اللحد۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم حاصل کرو ماں کی گود سے لے کر قبر میں جانے تک۔

★ قال رسول اللہ ﷺ: اطلبو العلم ولو کان بالصین۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرو اگرچہ چین جانا پڑے۔

مسلم سائنس دانوں کو سائنسی انداز اور سائنس پر کام کرنے کی ترغیب اور حوصلہ قرآن وحدیث کی انھیں تعلیمات سے ہی ملا تھا، دوسری بات یہ کہ تمام علوم وفنون اسلامی ہیں اور سائنس اس کا ایک جز، ایک حصہ ہے اور قرآن وحدیث میں جہاں جہاں علم کی بات آئی ہے، علم کے حصول کی تاکید ونصیحت کی گئی ہے وہاں علم کے لیے عام حکم دیا گیا ہے، مثلاً:

★ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ کیا برابر ہو سکتے ہیں وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے ہیں؟

★ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سائنس کے بنا مذہب اور مذہب کے بنا سائنس نامکمل ہیں۔ مذہب اور سائنس ایک دوسرے کی ضرورت ہیں۔ سائنسی علوم سے ناواقف انسان ہرگز ان آیات کی تشریح وتفسیر بیان نہیں کرسکتا جو سائنس سے متعلق ہیں، اسی طرح مذہبی علوم سے نابلد انسان سائنس کے میدان میں کبھی بھی فریب کا شکار ہوسکتا ہے۔ اس تعلق سے آئنسٹائن نے بڑی عمدہ بات کہی ہے:

"Science without religion is lame and Religion without Science is blind."

(سائنس مذہب کے بغیر لنگڑی ہے اور مذہب بغیر سائنس کے اندھا ہے۔)

حقیقت یہ ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو مذہب اور سائنس دونوں کی روشنی فراہم کرتا ہے اور دونوں قسم کے علوم حاصل کرنے کی تاکید وترغیب دیتا ہے۔

سائنسی علوم سے متعلق قرآن وحدیث کی ترغیب

قرآن وحدیث مسلمانوں کو فطرت، مادّہ، کائنات اور اس کی اشیا کا مطالعہ کرنے، حقیقت کی کھوج لگانے اور حق جاننے کے لیے ترغیب دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن وحدیث میں سیکڑوں ایسی آیات اور احادیث موجود ہیں کہ جن میں نہ صرف فطری اور قدرتی واقعات اور حادثات کا ذکر کیا گیا ہے بلکہ اہلِ علم ودانش کو اس میں غور وفکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے، مثلاً:

''افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا۔ (سورۂ محمد، آیت ۲۴) کیا وہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے، کیا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔''

ہمیں یہاں صرف علمِ طب، علمِ علاج یعنی میڈیکل سائنس، علم فلکیات اور علمِ ریاضی سے متعلق گفتگو کرنا ہے۔ لہٰذا اس سے متعلق قرآن ارشاد فرماتا ہے:

''ھو الذی خلقکم من تراب، ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم یخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم ثم لتکونوا شیوخاً۔ ومنکم من یتوفّٰی من قبل و لتبلغوا اجلا مسمی ولعلکم تعلقون۔ وہی ہے جس

نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر پانی کی بوند سے، پھر جمے ہوئے خون سے پھر تم کو بچے کی حالت میں ماں کے پیٹ سے نکالتا ہے، پھر تمہارا پالن پوشن کرتا ہے تا کہ تم جوانی کو پہنچو۔ پھر تم کو زندہ رکھتا ہے تا کہ تم بڑھاپے کو پہنچو اور تم میں سے کچھ اس سے پہلے مرجاتے ہیں اور تمہیں اس لیے بھی زندہ رکھتا ہے تا کہ تم اپنی مقرر عمر تک پہنچو اور تم عقل سے کام لو۔'' (سورۂ مومن، آیت ۶۷)

سورۃ المومنون کی آیت ۱۲ — ۱۳ ؍اور ۱۴ ؍میں فرمایا:

''ولقد خلقنا الانسان من سلٰلة من طين۔ ثم جعلنه نطفة فی قرار مكين۔ ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظٰماً فكسونا العظٰم لحماً،ثم انشأنٰه خلقاآخر، فتبارك الله احسن الخالقين۔اور ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا، پھر ہم نے اس کو ایک محفوظ مقام یعنی ماں کے پیٹ میں نطفہ بنا کر رکھا، پھر پانی کی بوند کو جما ہوا خون بنایا، پھر جمے ہوئے خون کو گوشت کا لوتھڑا بنا دیا، پھر ہم نے اس گوشت کو ہڈیاں بنا دیا پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت پہنا دیا پھر اس کے بعد دوسری پیدائش یا تخلیق میں انسان پیدا کر دیا اور اللہ برکت والا ہے جو سب سے حسین وجمیل پیدا کرنے والا ہے۔''

اسی حقیقت کو نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

''تمہاری پیدائش کی تیاری ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ یعنی پانی کی بوند کی صورت میں کی جاتی ہے، اتنے ہی دنوں تک پھر ایک جمے ہوئے خون کی شکل میں رہتا ہے اور پھر چالیس دن تک ہی ایک گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے، اس کے بعد اللہ ایک فرشتہ بھیجتا ہے وہ اس کی صورت، کان، آنکھ، کھال، گوشت اور اس کی ہڈیاں بناتا ہے پھر کہتا ہے اے میرے رب یہ مرد ہوگا یا عورت پھر تمہارا رب جو چاہتا ہے وہ فیصلہ سناتا ہے۔'' (صحیح بخاری، ۳۲۰۸)

چودہ سو سال پہلے بچے کی پیدائش سے متعلق قرآن وحدیث نے جو ریسرچ اور تحقیق پیش کی ہے آج میڈیکل سائنس اس کو بسر وچشم قبول کرتی نظر آتی ہے، چنانچہ فرینچ میڈیکل ڈاکٹر مورس بکیل (Dr. Maurtce Bucaille) اپنی کتاب "The Bible The Quran and Science" میں لکھتے ہیں کہ ''نطفہ قرار پانے اور اس کے پروان چڑھنے اور پھر پیدائش کے بارے میں جو کچھ قرآن نے ذکر کیا ہے حق ہے سچ ہے اور جو کچھ موجودہ بائبل میں بیان کیا گیا ہے وہ حقیقت سے قریب نہیں ہے۔'' (www.islam-guide.com)

اسی طرح ڈاکٹر جولیہ سمپسن Dr. Jooleigh Simpson جو امریکہ کے شہر ہوسٹن میں واقع "Biylor College of Medicine" کے محکمۂ امراضِ نسواں اور نوزائیدہ بچوں کے ڈائرکٹر ہیں انھوں نے اللہ کے رسول کی دو حدیثوں کا مطالعہ کیا:

(۱) اگر نطفے پر چالیس راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ اس پر ایک فرشتہ بھیجتا ہے، جو اس کو شکل وصورت دیتا ہے اور اس کے کان، آنکھ، کھال، گوشت اور ہڈیاں بناتا ہے۔

(۲) دوسری حدیث یہ کہ تم میں سے ہر ایک میں تمہاری پیدائش کے سبھی حصوں کو ایک ساتھ تمہاری ماں کے پیٹ میں چالیس دنوں میں جمع کر دیا جاتا ہے، ان دونوں حدیثوں میں غور وفکر اور تحقیق کے بعد اسلام کی حقانیت کو تسلیم کرتے ہوئے ڈاکٹر سمپسن کہتے ہیں کہ:

''ان دونوں حدیثوں نے ہمیں چالیس دن سے پہلے کا ایک خاص نظام الاوقات یا وقت کی خاص ترتیب حمل کے پھلنے پھولنے کے بارے میں مہیا کرائی ہے، یہ ان سائنسی معلومات کے سبب حاصل نہیں کی جاسکتی تھیں جو اس وقت موجود تھیں اور ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی پیدائش اور انسانی نسل کی افزائش کے علوم اور اسلام میں کوئی تضاد یا ٹکراؤ نہیں ہے۔''

میڈیکل سائنس کے مطابق انسان کے جسم میں (Metabolism)، باڈی کے ری ایکشن، کیمکل ری ایکشن،

غذا وخوراک کے زندگی دینے والے مادوں میں تبدیل ہونے، میٹابولائز کی ٹوٹ پھوٹ کے انرجی پیدا کرنے یعنی جسم میں پہلے غذا کے Enzymes کے ذریعے کٹنے ٹوٹنے اور پھر اس سے جسم کو انرجی ملنے کا کام مسلسل چلتا رہتا ہے جس کی وجہ سے ہر لمحہ سیکڑوں نئے سیل بنتے اور پرانے ٹوٹتے رہتے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ٹوٹنے والے سیل سونے کے درمیان بستر پر ہی گر جاتے ہیں، جو بہت زیادہ باریک اور چھوٹے ہونے کی وجہ سے دکھائی نہیں دیتے۔

ایسی حالت میں اگر بستر بنا جھاڑے اس پر لیٹ جائیں تو یہ مردہ سیل جسم میں داخل ہو کر مختلف جان لیوا بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔ نیو میڈیکل سائنس نے یہ ثابت کیا ہے کہ ان مردہ سیلوں کو دور کرنے کے لیے بستر کو کم سے کم تین بار جھاڑنا ضروری ہے اور ایسا کرنے سے خطرہ ٹل جاتا ہے۔ اور اس بات کو پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ چودہ سو سال پہلے بیان فرما چکے ہیں: ''اللہ نے کوئی ایسی بیماری یا مرض نہیں اتارا جس کے لیے شفا یا علاج نہ اتارا ہو۔'' اس لیے اس میدان میں تحقیق کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ اور قرآن و حدیث میں اس کے لیے مختلف مقامات پر ترغیب دی گئی ہے۔

سائنس اور عہد نبوی

یہی وجہ ہے کہ عہدِ رسالت ﷺ میں ڈسپنسریاں، موبائل یونٹ اور میڈیکل ایڈ سینٹر موجود تھے جو جنگ خندق کے موقع پر بھی شہر مدینہ میں اپنا کام بحسن وخوبی انجام دے رہے تھے۔

سائنس اور عہدِ اموی

خلیفہ ولید بن عبد الملک کے دور میں اسلامی تاریخ کا سب سے پہلا اسپتال پہلی صدی ہجری میں قائم ہو گیا تھا، اس اسپتال میں باقاعدہ وارڈس تھے، ڈاکٹروں کو رہنے کے مکانات کے علاوہ مناسب تنخواہیں بھی دی جاتی تھیں۔

سائنس اور عہدِ عباسی

عہدِ عباسی میں دیگر علوم وفنون کی طرح سائنسی علوم کو بہت عروج وفروغ ملا، اس زمانے میں بہت سی یونیورسٹیاں اور کالجیز وجود میں آچکے تھے، بالخصوص دمشق کا نوری اسپتال اور مصر کا ابن طولون اسپتال بہت مشہور تھے، ابن طولون میڈیکل کالج میں اتنی عظیم لائبریری موجود تھی جس میں صرف علمِ طب اور علمِ علاج پر ہی ایک لاکھ کتب موجود تھیں۔ اسپتالوں میں مختلف ڈپارٹمنٹ بھی بن چکے تھے اور کچھ بڑے اسپتالوں سے میڈیکل کالج بھی جوڑ دیئے گئے تھے۔ جہاں پوری دنیا کے طالب علم میڈیکل سائنس کی تعلیم حاصل کرتے تھے، اسپتالوں کا نظم ونسق دورِ جدید کے مغربی اسپتالوں کی طرح منظم ومعقول تھا۔ بغداد کا ازدی اسپتال ۳۷۱ھ میں جس کی تعمیر ہوئی اور دمشق کا نوری اسپتال اس وقت دنیا کے سب سے بڑے اور تمام ضروری سہولیات اور آلات سے آراستہ تھے۔ (اسلام اور جدید سائنس، ص ۷۹ تا ۸۱)

مختصر یہ کہ دنیا میں سب سے پہلے اسپتال مسلمانوں نے ہی قائم کیے اور سب سے پہلے رجسٹرڈ ڈاکٹروں اور سرجنوں کا باضابطہ ایک نظام بھی انھوں نے ہی تیار کیا تا کہ مختلف امراض کے مریضوں کا بہتر طبی طریقے کے مطابق علاج کیا جا سکے اور اس میں عباسی دور کا خاص کردار رہا ہے۔

دنیا میں سب سے پہلے ڈاکٹروں اور طبیبوں کے امتحان اور رجسٹریشن کا آغاز بغداد میں ۹۳۱ء میں یعنی اسلامی دور میں ہوا، جس کی وجہ یہ بنی کہ ایک نیم حکیم کے علاج سے ایک شخص کی جان چلی گئی، اس کا جب خلیفہ کو حکم ہوا تو اس نے تحقیق کرنے کا حکم دیا، معلوم ہوا کہ فلاں طبیب نامکمل ہے، کچھ کتابیں پڑھ کر مطب کھول کر بیٹھ گیا ہے۔

اس واقعہ کے بعد حکومت کی طرف سے ڈاکٹروں کے امتحان اور رجسٹریشن کا بورڈ بنایا گیا، جس کا ناظم وڈائریکٹر مشہور طبیب و سائنس داں سنان بن ثابت کو بنایا گیا، اس بورڈ نے صرف بغداد کے ڈاکٹروں اور طبیبوں کی گنتی کی تو پتہ چلا کہ ایک ہزار طبیب ہیں لیکن تحریری اور زبانی امتحان لیا گیا تو صرف سات سو طبیب کامیاب ہوئے اور تین سو ناکام، لہٰذا صرف کامیاب طبیبوں کو مطب کی اجازت دی گئی۔

(اسلام اور جدید سائنس، ص ۶۱۱ — ۶۱۲)

اندلس کی اموی حکومت

عباسی دور کی طرح اندلس کی اموی حکومت کے اندر بھی سیکڑوں مشہور ومعروف سائنس داں پیدا ہوئے، اندلس کی اموی حکومت اور بغداد کی عباسی حکومت کے زیر سرپرستی ہزاروں مسلم سائنس داں حضرات نے کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں جن میں سے بہت سو کو ہم نے گمنام کر دیا ہے اور چند مشہور اس طرح ہیں:

ابنِ سینا (Avicenna)

عباسی دور میں جن مسلم سائنس دانوں نے مثالی خدمات انجام دیں ان میں ایک نام بوعلی سینا یا ابنِ سینا کا ہے، دیگر موضوعات کی طرح انھوں نے علمِ طب میں بھی عظیم کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں، ابن سینا کی کتاب القانون" Canon of Medicine" ۱۴ رجلدوں پر مشتمل ہے، جو میڈیکل سائنس کی انسائیکلوپیڈیا ہے۔

اس میں علم الحیوان، علمِ طب، علمِ علاج، علمِ ادویہ، جڑی بوٹیوں کی تاثیر، مجرب دواؤں اور نسخوں کا بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ۱۶۵۰ء تک یہ کتاب یوروپ کی اکثر یونیورسٹیز کے کورس میں داخل تھی اور آج بھی میڈیکل سائنس میں اکثر کام اسی دائرے میں ہو رہے ہیں جو ابنِ سینا نے بیان کیے ہیں۔

البیرونی (Al-Biruni)

دیگر سائنسی علوم وفنون کی طرح البیرونی نے علم طب وغیرہ میں بھی بہت مثالی خدمت انجام دی ہے۔ ''الصیدلہ فی الطب'' آپ کی عظیم کتاب ہے جس میں اطبا اور ان سے متعلق الفاظ، دواؤں کی اقسام اور دواؤں کے عربی، یونانی، سریانی، فارسی اور ہندی ناموں کو نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

ابنِ ہیثم (Alhezen)

آنکھ اور روشنی کے تعلق سے ابن ہیثم نے جو سائنسی کارنامہ انجام دیا ہے آج بھی دنیا اس کی مرہونِ منت ہے، آپ کی کتاب ''کتاب المناظر'' اس موضوع پر اولین کتاب ہے، اس کے بعد کی اکثر کتب اسی کا چربہ ہیں۔

ابو محمد عبداللہ ابن احمد البیطار، ابنِ بیطار (Ibn Al-Baitar)

ابنِ بیطار علم نباتات، علم غذا وخوراک، علم طب، علم ادویہ، علم علاج اور علم معدنیات کا ماہر تھا، جس نے سیکڑوں جڑی بوٹیوں پر تحقیق وریسرچ کی ہے۔ ان کی کتاب ''المغنی فی الادویۃ المفردۃ'' اور ''الجامع المفردۃ الادویۃ والاغذیۃ'' کا جادو آج بھی سر چڑھ کو بولتا ہے۔

علاؤالدین ابوالحسن ابن نفیس (Ibn Al-Nafees)

ابن نفیس نے آنکھوں کے علاج کے بہترین طریقے اور دوائیں اور خون کی گردش کے متعلق بہترین تحقیق پیش کی اور بتایا کہ آنکھوں کا بہتر علاج کس طرح کیا جا سکتا ہے اور خون انسان کے جسم میں کس طرح گردش کرتا ہے۔

جابر بن حیان (Jabir Ibn Hayyan)

اس نے دھاتوں کو بھسم کر کے کشتہ بنانے کا آسان طریقہ کھوجا اور تیزاب وغیرہ کو ایجاد کیا، نیز لوہے سے فولاد بنانے اور بالوں کے کالے خضاب کا طریقہ بیان کیا۔ تقریباً ۳۰۰ کتابیں ان کی تصنیف بتائی جاتی ہیں۔

ابوالقاسم ابن عباس الزہراوی (Abul Qasim Al-Zahrawi)

زہراوی پوری دنیا میں پہلے سرجن ہیں جنھوں نے آپریشن کی کھوج کی اس سے قبل صرف دواؤں سے ہی علاج کیا جاتا تھا، انھوں نے دو طریقے جاری کیے ایک دوا کے ذریعے علاج اور دوسرے آپریشن کے ذریعے اور کن مرضوں میں آپریشن ضروری ہے اس کو بھی تفصیل سے بیان کیا، انھوں نے موتیا بند کا آپریشن کیا جب کہ یہ بہت نازک ہوتا ہے، کینسر اور پھوڑے پھنسی وغیرہ کے امراض پر بھی انھوں نے بہترین تحقیق وتجربہ پیش کیا، نیز آپریشن کے مریض کو کیسے بے ہوش کرنا چاہیے، کونسی دوا دینی چاہیے اس کو بھی واضح کیا۔

.....جاری

قارئین کرام توجہ فرمائیں
قارئین! اگر آپ میں سے کسی کو رسالہ نہیں مل پا رہا ہے تو 8755096981 پر ہمیں ضرور مطلع فرمائیں۔

از: مولانا عبدالرحمٰن پٹیل مصباحی*

فرضی قصہ گوئی اور اس کے گمراہ کن اثرات

''وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَشۡتَرِي لَهۡوَ ٱلۡحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٖ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُوْلَٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٞ مُّهِينٞ- ترجمہ: اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اُسے ہنسی بنالیں اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔'' (سورۃ لقمان: ۶ ترجمہ کنز الایمان)

یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی، اس نے عجمی لوگوں کی قصہ کہانیوں پر مشتمل کتابیں خریدی ہوئی تھیں اور وہ کہانیاں قریش کو سنا کر کہا کرتا تھا کہ محمد (مصطفےٰ ﷺ) تمہیں عاد وثمود کے واقعات سناتے ہیں اور میں تمہیں رستم، اسفندیار اور ایران کے شہنشاؤں کی کہانیاں سناتا ہوں، کچھ لوگ اُن کہانیوں میں مشغول ہوگئے اور قرآنِ پاک سننے سے دور ہوگئے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اللہ کا کلام اور پیغمبر کے فرامین چھوڑ کر محض دنیا داروں کے قصے سننے والوں کو لہو ولعب میں مبتلا قرار دیا گیا۔

آیت کریمہ میں قصہ گوئی کا کام کرنے والوں کا مقصد یہ بیان ہوا کہ وہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے بھٹکانا چاہتے ہیں اور اپنی قصہ گوئی سے الٰہی تعلیمات کا مذاق اڑانے کے خواہاں ہیں، ایسے لوگوں کی خاص صفت "بِغَيۡرِ عِلۡمٖ" ذکر کی گئی، یعنی قصہ گوئی کی کثرت اور اس کی تمام تر علمی ملمع سازی کے باوجود یہ لوگ بے علم ہیں، قصہ گوئی سے ان کی جہالت وقتی طور پر چھپ تو جائے گی مگر فکر ونظر کے درست استعمال کے ذریعے وہ حقیقی علم تک پہنچنے سے محروم رہیں گے، آیت کے آخری جز میں جہالت وبدنیتی پر مشتمل گمراہ کن قصہ گوئی کے سبب ان لوگوں کے لیے ذلت آمیز عذاب کی وعید بھی سنائی گئی ہے، قاضی بیضاوی "لهوَ الحديث" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''ما يُلهِي عَمّا يَعنِي كالأحادِيثِ الَّتِي لا أصلَ لَها و الأساطِيرِ الَّتِي لا اعتِبارَ بِها والمَضاحِكِ وفُضُولِ الكَلامِ- ترجمہ: لایعنی کلام کو "لهو الحديث" کہتے ہیں جیسے وہ باتیں جن کی کوئی اصل نہیں اور وہ قصہ کہانیاں جن کا کوئی اعتبار نہیں اور ہنسنے ہنسانے کی باتیں اور بے ہودہ بکواس۔'' (بیضاوی)

ہمارا زمانہ تو خاص طور پر پُرتکلّف قصہ گوئی کا زمانہ ہے، ہمارے دور کا ناول نگار فرضی قصہ گوئی کا بے تاج بادشاہ ہے، موٹیویشنل اسپیکر فرضی حکایات کی چلتی پھرتی دکان ہے، اسٹینڈ اپ کامیڈین اپنے وضع کردہ مزاحیہ قصوں سے بناوٹی مسکراہٹ کی سوداگری کا ماہر ہے، ڈرامہ نگاری تو جھوٹ کا پورا ایک کارخانہ ہے جہاں ہمہ وقت ہزاروں فرضی کردار تراشے اور اسکرین پر نبھائے جاتے ہیں، حتیٰ کہ حقیقت کی پرستار کہی جانے والی سائنس میں بھی فکشن وضع کرلی گئی ہے جہاں مستقبل کی دنیا کے فرضی نقوش اور مفروضہ واقعات کے من گھڑت پرزے جوڑے جاتے ہیں، افسانوی ادب کے تحت خودنوشتوں سے لے کر سفرناموں تک ہر تحریری شعبہ مفروضہ قصہ گوئی سے اثر پذیر دکھائی دیتا ہے، گویا پوری دنیا کا ہر انسان کتاب سے لے کر اسکرین تک اپنے آس پاس کے علمی وسائل میں فرضی واقعہ نگاری اور من گھڑت قصہ گوئی سے گھرا ہوا ہے۔

مزید یہ کہ جدید قصہ گوئی کا یہ پورا سسٹم اس طور پر کام کرتا ہے کہ ہر مرتبہ اس کا نتیجہ یا خلاصہ؛ الٰہی تعلیمات کی مخالفت یا تضحیک پر مبنی ہوتا ہے اور ہر واقعہ کا شعوری ٹارگٹ مذہبی تعلیمات کا کوئی نہ کوئی پہلو ہوتا ہے، یہاں تک کہ حیا سوز معلومات پر مشتمل فحش نگاری کو بھی قصہ گوئی کی ایک صنف کا

درجہ دیا جاتا ہے، ایسا لگتا ہے کہ لوگوں کی اخلاقیات سے لے کر اعتقادات تک ہر چیز میں تخریب کاری کرنا ہی جدید قصہ گوئی کا اوّل وآخر مقصد ہے۔

ہمارے دور میں امت کا المیہ یہ ہے کہ موجودہ مسلمان نسل زندگی خوش گوار بنانے کے لیے ہر قصہ گو موٹیویشنل اسپیکر کو سن رہی ہے، ہر فکشن نگار لکھاری کو پڑھ رہی ہے، ہر اسٹینڈ اپ کامیڈین کی فرضی حکایات میں رہنمائی تلاش کر رہی ہے، مگر کلامِ الٰہی کے "احسن القصص" اور حکمت بھرے واقعات سے غافل ہے، قرآن کے صفحات پر موتیوں کی طرح بکھرے ہوئے درجنوں واقعات میں پوشیدہ ہدایت اور زندگی کے لیے کارآمد افکار سے مسلمانوں کی نئی نسل لاپرواہی کی حد تک بے تعلقی کا مظاہرہ کر رہی ہے، دینی تعلیم سے آراستہ نہ ہونے کی وجہ سے مسلم نوجوانوں کی ذہنی کیفیت یہ ہو چکی ہے کہ وہ انسانی تاریخ کے بیان کردہ قرآنی واقعات کو شبہ کی نظر سے دیکھتے اور غیر شعوری طور پر سوال اٹھاتے ہیں کہ اس کے حقیقی ہونے کی کیا گارنٹی (ضمانت) ہے؟ ممکن ہے یہ واقعات غلط ہوں یا بعینہ ایسے نہ ہوں جیسے آسمانی کتاب میں نازل ہوئے ہیں، لہٰذا ایسے واقعات سے رہنمائی لینا عقلی معیار کے خلاف ہے۔

ایک طرف تو یہ بے جا احتیاط بلکہ ہٹ دھرمی کہ آسمانی کتاب میں بیان شدہ انسانی تاریخ کے متواتر واقعات سے انحراف اور اس کی افادیت سے انکار جب کہ دوسری طرف جانتے بوجھتے ہوئے کہ یہ سب ناول نگار کی اختراع ہے یا موٹیویشنل اسپیکر کا فرضی واڑہ ہے یا ڈرامہ نگار کا خیالی پلاؤ ہے یا اسٹینڈ آپ کامیڈین کے ذہن کی مضحکہ خیز پیداوار ہے، اس کے باوجود اس میں زندگی کی حقیقت کا راز پنہاں ہونے کے دعوے اور اپنے ماضی کا عکس نظر آجانے یا اپنے مستقبل کی دھندلی تصویر دکھ جانے کا راگ الاپا جا رہا ہے، ایسی دو طرفہ بے احتیاطی اور دوہری جہالت نے مسلمانوں کی نئی نسل کو مثبت عقلی اقدام سے محروم کر رکھا ہے۔

ایسے ماحول میں قرآن مجید کی درج بالا آیت اہل اسلام کے شعور کو کس قدر متاثر کرنے والی ہے، پیغمبر جو بات بیان کر رہے ہیں؛ وحی متلو (قرآن) یا غیر متلو (حدیث) کی شکل میں؛ اس کو چھوڑ کر ادھر ادھر کے حکیموں کے اقوال یا ان کے قصوں میں مشغول ہو جانا، قرآن کے نقطہ نظر سے لھو الحدیث (کھیل کی بات، لغو بات) کہلاتا ہے، غور کا مقام ہے ان لوگوں کے لیے جو ارسطو سے لے کر ڈیوڈ ہیوم تک، ہر فلسفی کے لایعنی خیالات میں الجھے ہوئے ہیں اور بات بات پر منٹو سے لے کر چغتائی تک، لکھاریوں کے ناولانہ فقروں میں زندگی کی حقیقت نظر آنے کا اعلان کرتے پھرتے ہیں۔

نیز سائنس کی (ایلیئن یا ڈائنوسار جیسی) لایعنی ابحاث اور جدید سیاست کے (پارٹی ولیڈر پرستی) کے گمراہ کن معاملات میں الجھ کر قرآن وسنت کی تعلیمات کو فراموش کر جانا بھی "لھوَ الحدِیث" کی واضح مثال ہے، ہمیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ جب تک ہم "لھوَ الحدِیث" کی نئی بھول بھلیا سے نہیں نکلیں گے اس وقت تک صراط مستقیم پر دلجمعی کے ساتھ چلنا ناممکن نہیں تو کم از کم انتہائی مشکل ضرور ہوگا۔ ◆◆◆

ص ٤٦ کا بقیہ

حاصل کرنے کے لئے آتے رہے۔ جب منصور نے دیکھا کہ قید کرنے سے بھی کوئی بات نہیں بن رہی ہے تو اس نے خفیہ طور پر آپ کو زہر دلوا دیا جس کی وجہ سے آپ کا وصال مبارک نوے سال کی عمر میں دو شعبان المعظم ١٥٠ھ کو بغداد میں ہوا۔ اور وصال ہوتے ہی یہ خبر بجلی کی طرح پورے بغداد میں پھیل گئی اور چہار جانب سے لوگوں کا سیلاب امنڈ پڑا حتیٰ کہ قاضی بغداد حضرت حسن بن عمار نے آپ کو غسل دیا اور غسل سے فارغ ہوتے ہوئے، اس قدر جم غفیر اکٹھا ہو گیا کہ پہلی نماز جنازہ میں پچاس ہزار کا مجمع تھا، اس پر بھی آنے والے لوگوں کا تانتا بندھا رہا، حتی کہ آپ کی نماز جنازہ چھ دفعہ پڑھی گئی، اخیر میں آپ کی نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے حضرت حماد نے پڑھائی اور عصر کے قریب آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ (ماخوذ از مقدمۂ نزھۃ القاری)

◆◆◆

از: حافظ افتخار احمد قادری*

ماہ شعبان المعظم کے فضائل و معمولات

ماہِ شعبان المعظم بڑی برکتوں اور رحمتوں والا ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک جگہ ارشاد فرمایا: ماہ شعبان المعظم کو تمام مہینوں پر ایسی فوقیت حاصل ہے جیسے مجھے تمام انبیا پر حاصل ہے، ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا: شعبان میرا مہینہ ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص341)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام مہینوں سے پیارا ماہ شعبان تھا، اس لیے آپ اس ماہِ مبارک میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے، ماہ شعبان المعظم کی پندرھویں رات کو ''شب برأت'' کہتے ہیں، اس رات بندوں پر اللہ رب العزت کی لاتعداد رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

مختصر یہ کہ اس مبارک رات کا ہر لمحہ اپنے اندر کروڑوں انوار و برکات رکھتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اگر ماہ شعبان المعظم کی اہمیت اور فضیلت کی اور کوئی وجہ نہ ہوتی تو صرف یہ رات ہی اس کے فضائل اور خوبیوں کے لیے کافی تھی، یہ رات مسلمانوں کے لیے اللہ رب العزت نے ایک انعام کے طور پر دی ہے۔ پہلے کسی قوم کو یہ رات نصیب نہیں ہوئی، پوری امتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت تک شکریہ کے طور پر سجدہ ریز ہو تب بھی اللہ رب العزت کے اس احسان کا حق ادا نہیں ہوسکتا، مگر بعض جگہ لوگ اس مقدس رات میں عبادت و ریاضت تسبیح و تہلیل میں مشغول ہونے کے بجائے آتش بازی اور غیر اسلامی حرکتوں میں مصروف نظر آتے ہیں۔

ماہ شعبان المعظم کے فضائل

شعبان ''شعب'' سے مشتق ہے جس کے معنیٰ ہیں گھاٹی وغیرہ! کیونکہ اس ماہِ مبارک میں خیر و برکت کا عمومی نزول ہوتا ہے، اس لیے اسے شعبان کہا جاتا ہے، جس طرح کھاٹی پہاڑ کا راستہ ہوتا ہے، اسی طرح یہ مقدس مہینہ خیر و برکت کی راہ ہوتی ہے۔

حضرتِ ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: جب ماہ شعبان المعظم آئے تو اپنے جسموں کو پاکیزہ رکھو اور اس ماہِ مبارک میں اپنی نیتیں اچھی رکھو، انہیں حسین بناؤ، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس ماہِ مبارک کو بڑی عبادت و ریاضت میں گزارتے تھے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: حضور سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم اس ماہ اکثر روزے رکھا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ نمبر178 میں ہے)

''قالت کان یصوم شعبان کله وکان یصوم شعبان قلیلا۔ وہ فرماتیں ہیں: حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سارے شعبان کے روزے رکھتے سوائے تھوڑے دنوں کے۔''

''ماثبت بالسنہ'' میں شیخ محقق شاہ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ رب العزت کا مہینہ ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محبوب مہینہ شعبان المعظم عظمت و برکات والا ہے، ہم اس کو شعبان المعظم اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں ایک رات ایسی بھی ہے جو بڑی برکت والی ہے جسے شب برآت کہا جاتا ہے اس کے بارے میں اللہ رب العزت کا ارشادِ مبارک ہے، ترجمہ: اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔'' (پارہ25 رکوع15)

صاحبِ تفسیر روح البیان اس آیتِ مقدسہ کے تحت لکھتے ہیں: اللہ رب العزت اس رات میں روزی و رزق کا معاملات

*مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

حضرت میکائیل علیہ السلام کے سپرد فرما دیتا ہے اور اعمال و افعال کا پروگرام آسمان اوّل کے فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے حوالے کر دیا جاتا ہے، مصائب و آلام کا پروگرام حضرت عزرائیل علیہ السلام کے سپرد کیا جاتا ہے۔

(روح البیان، جلد3/ص598)

ایک اور روایت میں ہے: حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا! ماہ شعبان المعظم میں آپ کے روزہ رہنے کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ماہ شعبان سے شعبان تک مرنے والوں کی اجل لکھی جاتی ہے تو میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میری اجل لکھی جائے تو میں روزے دار ہوں۔

(الترغیب والترہیب، ص209)

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا ''شب برأت'' وہ رات ہے جس میں سارے سال میں واقع ہونے والے امور کا فیصلہ کیا جاتا ہے اس لیے ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ رب العزت کی بارگاہِ عالیہ سے بخشش حاصل کرنے کے لیے اس رات کو عبادت و ریاضت میں، توبہ واستغفار میں گزاریں۔

شیخ محقق شاہ عبد الحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب مدارج النبوہ میں حدیث نقل فرماتے ہیں: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پندرہ شعبان کی رات کو قیام فرمایا پھر اس قدر دراز سجدہ فرمایا کہ میں یہ گمان کرنے لگی شاید آپ کی روح مبارک پرواز کر گئی ہے چنانچہ جب میں نے یہ حال دیکھا تو میں آپ کے پاس پہنچی اور پائے اقدس کے انگوٹھا مبارک کو ہلایا تو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر اقدس کو جنبش دی اور اپنے سر انور کو سجدہ سے اٹھایا پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمانے لگے اے عائشہ! تم نے گمان کیا ہے کہ رسولِ خدا نے تمہارے حق میں خیانت کی ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ بات نہیں، بلکہ میں نے آپ کے سجدے کی درازی سے یہ گمان کیا کہ شاید آپ کی روح پرواز کر گئی ہے۔

اس پر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہیں جانتیں یہ کونسی رات ہے؟ میں نے عرض کیا خدا اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے، فرمایا اے عائشہ! پندرہ شعبان المعظم کی رات ہے اس رات میں اللہ رب العزت اپنے بندوں پر خاص توجہ فرماتا ہے اور ایک روایت میں ہے: غروب آفتاب سے لے کر طلوع فجر تک مطلب یہ کہ اور راتوں سے زیادہ اس رات میں زیادہ توجہ فرماتا ہے اور مغفرت مانگنے والوں کی مغفرت فرماتا ہے، طالبانِ رحمت پر اپنی رحمت فرما کر بخش دیتا ہے۔

(مدارج النبوۃ)

سید الاولیاء سند الاصفیاء قطب الاقطاب غوث صمدانی حضرتِ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب ''غنیۃ الطالبین'' میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں:

''ترجمہ: یہ وہ رات ہے جس میں اللہ رب العزت تین سو رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور ہر اس شخص کو بخش دیتا ہے جو مشرک نہ ہو اس رات میں بخش دیتا ہے مگر جادوگر، کاہن، ہمیشہ شراب پینے والا اور سود خور کو اس رات میں نہیں بخشتا جب تک کہ وہ توبہ نہ کر لے۔'' (غنیۃ الطالبین، ص577)

مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوا یہ رات بڑی عظمت والی رات ہے اسے عبادت و ریاضت میں گزارنا چاہئے، اس رات قبرستان میں بھی حاضری دینی چاہئے اس لیے کہ یہ وہ پیاری رات ہے جس میں خداوند کریم اپنی رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے گناہگاروں کی بخشش ہوتی ہے، اب ان لوگوں کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے جو اس مقدس رات میں طلب بخشش کے بجائے ساری ساری رات آتش بازی کر کے اللہ رب العزت کے غضب کو دعوت دیتے ہیں اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناراض کرتے ہیں۔

آئیے ہم عہد کریں کہ ان افعال بد سے پرہیز کریں گے، اسی طرح ان لوگوں کو بھی توبہ کر کے اس رات کے فیضانِ رحمت کو حاصل کرنا چاہئے جن کے بارے میں آیا ہے کہ وہ اس رات عطائے خداوندی سے محروم رہتے ہیں یعنی مشرک، شرابی، سود خور۔

شبِ برأت کے فضائل و برکات

شب برأت کے فضائل و برکات قرآن کریم سے ثابت ہیں محدثین اور مفسرین کی بھی رائے یہی ہے جس کے فضائل و برکات کا انکار گویا دن کے اُجالے میں سورج کے وجود سے انحراف ہے، اللہ رب العزت قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے، ترجمہ: قسم اس روشن کتاب کی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا، بیشک ہم ڈر سنانے والے ہیں، اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام، ہمارے پاس کے حکم سے بیشک ہم بھیجنے والے ہیں تمہارے رب کی طرف سے رحمت بیشک وہی سنتا جانتا ہے۔

حضرتِ ابنِ عباس، قتادہ اور دیگر مفسرین کی رائے یہ ہے: وہ رات لیلۃ القدر ہے، جیسا کہ سورہ قدر سے واضح ہے، لیکن حضرت عکرمہ اور ایک بڑی جماعت کا خیال یہ ہے کہ یہاں لیلۃ مبارکہ سے شعبان کی نصف شب یعنی پندرہویں کی رات مراد ہے، اللہ رب العزت نے شعبان المعظم کی نصف شب یعنی پندرہویں شب کو مبارک شب قرار دیا ہی ہے مگر اس رات کے علاوہ بھی اپنے بندوں کے لیے بہت سی چیزوں کو مبارک فرمایا ہے، اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید کو مبارک فرمایا ہے یہ قرآنِ کریم ہی ہے کہ بندہ براہِ راست اپنے رب سے ہم کلامی کا شرف پاتا ہے تلاوتِ قرآن سے دلوں کو اطمینان میسر آتا ہے بڑے بڑے جابر و ظالم کو بھی اس کی شرینی اور حلاوت سے جبر و ظلم چھوڑنے پر مجبور ہوتا دیکھا گیا ہے، وہ بڑا ہی بدنصیب اور گستاخ دل ہوگا جو اس کی شرینی کلام سے بھی فائدہ نہ اٹھا سکا، راہ راست پر اپنے آپ کو گامزن نہ کرسکا دل محبت رسول میں مستغرق نہ ہوسکا۔

حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم سے مروی ہے: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب پندرہویں شعبان کی رات ہو تو رات میں قیام کرو دن میں روزہ رکھو، اس حدیث پاک کی تشریح میں حضرتِ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: بہتر یہ ہے ساری رات ہی جاگ کر عبادت کرے اور اگر نہ ہوسکے تو اوّل رات سوئے آخر رات میں تہجد پڑھے اور زیارت قبور کرے اور تین روزے رکھے تیرہویں، چودہویں، پندرہویں کہ ایک نفلی روزہ رکھنا بہتر نہیں۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، جلد 2 رص 295)

مسلمانوں کو چاہیے وہ شعبان کی پندرہویں رات شب بیداری کریں، اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود رہیں، فرائض واجبات سے فارغ ہو کر نوافل کثرت سے پڑھیں، اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجیں، استغفار کریں، اپنے اور اپنے والدین اور تمام عالمِ اسلام کی فلاح و بہبود کی دعا کریں، حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں: ایک رات میں نے حضور کو اپنے بستر پر نہیں پایا تو میں حضور کی تلاش میں نکلی مین نے حضور کو جنت البقیع میں پایا کہ آسمان کی طرف حضور نے سر اٹھایا ہوا تھا مجھے دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر جلوہ گر ہوتا ہے اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے جس قدر بال ہیں اتنے ہی لوگوں کو بخش دیتا ہے۔

چار راتوں میں خیر کے دروازے کھلے ہوتے ہیں

ابو نصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بالاسناد ام المومنین حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا: اللہ رب العزت چار راتوں میں خیر و برکت کے دروازے صبح تک کھلا رکھتا ہے، شب عید الاضحیٰ، شب عید الفطر، شب نصف شعبان! اس رات مخلوق کی عمر ان کی روزی اور حاجیوں کے نام لکھے جاتے ہیں: شب یوم عرفہ، حضرتِ سعید نے فرمایا: مجھ سے ابراہیم بن ابی نجیح نے فرمایا: وہ پانچ راتیں ہیں اور پانچویں رات شب جمعہ ہے، حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس نصف ماہ شعبان المعظم کی شب جبریل آئے اور فرمایا: یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آسمان کی طرف اپنا سر مبارک اٹھائیے، میں نے ان سے دریافت کیا: یہ کون سی رات ہے؟ انھوں نے کہا

یہ وہ رات ہے جس رات اللہ رب العزت رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے اور ہر اس شخص کو بخش دیتا ہے جس نے اس کے ساتھ کسی کو اپنا شریک نہیں ٹھہرایا بشرطیکہ وہ جادوگر نہ ہو، کاہن نہ ہو، اور سود خور نہ ہو، شراب کا عادی نہ ہو، ان لوگوں کی اللہ رب العزت اس وقت تک بخشش نہیں فرماتا جب تک وہ توبہ نہ کرلیں، پھر جب رات کا چوتھائی حصہ گزر گیا تو جبریل علیہ السلام پھر آئے اور کہا یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنا سر مبارک اٹھائیے! آپ نے ایسا ہی کیا، آپ نے دیکھا کہ جنت کے دروازے کھلے ہیں اور پہلے دروازے پر ایک فرشتہ پکار رہا ہے خوشی ہو اس شخص کے لیے جس نے رات کو رکوع کیا، دوسرے دروازے پر ایک اور فرشتہ ندا دے رہا ہے:

بشارت ہو! اس کے لیے جس نے اس رات میں سجدہ کیا! تیسرے دروازے پر ایک اور فرشتہ ندا دے رہا تھا خوش خبری ہو! اس کے لیے جس نے اس رات دعا کی، چوتھے دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا، بشارت ہو اس کے لیے جو اللہ رب العزت کے خوف سے اس رات میں رویا، چھٹے دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا، اس رات میں تمام مسلمانوں کے لیے خوشی ہو، ساتویں دروازے پر فرشتہ ندا دے رہا تھا کیا ہے کوئی مانگنے والا کہ اس کی آرزو اور طلب پوری کی جائے؟ آٹھویں دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا کوئی معافی کا طلبگار ہے! اس کے گناہ معاف کئے جائیں، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں نے کہا جبریل یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے؟ جبریل نے کہا: اوّل شب سے طلوع فجر تک! اس کے بعد جبریل نے کہا اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس رات میں دوزخ سے رہائی پانے والوں کی تعداد بنی کلاب کی بکریوں کے بالوں کے برابر ہوگی۔ (غنیۃ الطالبین، ص344)

وہ لوگ جو اس رات نہیں بخشے جاتے

قاطع الرحم: اقارب سے صلح رحمی نہیں کرتا بلکہ بدسلوکی سے پیش آتا ہے، عاق: یعنی ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا، شرابی: شراب میں بدمست رہتا ہے، زنا کار: لعنت الٰہی میں گرفتار ہے، مسبل: اترانے کے طور پر ٹخنوں سے نیچے پاجامہ وغیرہ لٹکائے پھرتا ہے، عشار: ظلماً لوگوں سے محصول لیتا ہے، جادوگر: اس فعل شنیع میں مبتلا رہتا ہے، نجومی و کاہن: غلط سلط لوگوں کو خبریں دیتا ہے، شرطی حکومت کا کارندہ: دوسروں پر ظلم رواں رکھتا ہے، جابی: زبردستی لوگوں کا مال حکومت تک پہنچاتا ہے، صاحبِ کوبہ: نرد و شطرنج میں وقت گنواتا ہے، صاحب عرطبہ: ڈھولک طنبورہ وغیرہ میں مشغول رہتا ہے۔

اس مبارک رات کو شب بیدار رہنا ذکر و نفل کا شغل رکھنا اپنے اور اپنے اہل و عیال و اعزا و اقارب بلکہ جملہ اہل اسلام و ایمان کے لیے دعائے عفو و عافیت دارین کرنا، احیا و اموات مسلمین کو فائدہ و ثواب پہنچانا وغیرہ یہ وہ باتیں ہیں جو اس مبارک رات میں شریعتِ مطہرہ کو مطلوب ہیں، لیکن افسوس! آج کی مبارک رات ہمارے مسلمان بھائی خواب غفلت میں گزار دیتے ہیں، کچھ وہ ہیں جو آج کی رات بھی تاش، سنیما، تھیٹر وغیرہ تماشوں میں بسر کرتے ہیں اور ذرا نہیں شرماتے اور ان سے بڑھ کر گناہ پر جرآت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو آج کی رات خود اپنے ہاتھوں اپنی دولت میں آگ لگاتے اور گھر پھونک کر تماشہ دیکھتے ہیں، آتش بازی کے نام پر لاکھوں روپئے آگ کی نذر ہو جاتا ہے، کہیں بدن جھلستے ہیں، کہیں جانیں جاتی ہیں۔

غرض یہ کہ آتش بازی جس طرح شب برآت یا شادی وغیرہ میں رائج ہے، بے شک حرام ہے کہ اس میں مال کا ضائع کرنا ہے، قرآن کریم میں ایسے لوگوں کو شیطان کا بھائی فرمایا گیا ہے۔

مسلمانو! اللہ رب العزت کا یہ بے پایاں کرم نہیں تو پھر کیا ہے کہ اس نے تمہیں میں سے برگزیدہ رسول مبعوث فرمایا نیز اسلام، دولتِ ایمان، عقل و فراست، صحت و تندرستی عطا فرمائی، یوں تو اپنے بندوں کو ہر لمحہ ہر آن روزی دیتا ہے، خبر رکھتا ہے، توبہ قبول فرماتا ہے، مگر غافل بندوں کو بھی کچھ مخصوص لیل و نہار عطا فرمائے کہ اے میرے گنہگار بندو! یہ لیلۃ القدر ہے مانگو دیا جائے گا، یہ شب برآت ہے توبہ کرنے کی رات ہے توبہ تو کرلو قبول کی جائے گی، دست سوال دراز تو کرو دامن مراد کو بھر دیا

جائے گا، اپنے اور عالم اسلام کے مرحومین ومرحومات اور مومنین ومومنات کے لیے بخشش کی دعا تو کرو، انہیں بخش دیا جائے گا بیمار ہو تو شفا دی جائے گی، تنگ دستی دور کردی جائے گی قرض کی ادائیگی کے لیے راہیں نکل آئیں گی۔

مگر واہ رے شومئ قسمت! فرشتے اللہ رب العزت کی جانب سے تو ہمیں اس کی رحمت کی طرف بلا رہے ہیں مگر ہم ہیں کہ خواب غفلت میں شب وروز گزار دیتے ہیں، ہمیں اپنا وقت ذکر واذکار، یاد نبی، حکم نبی میں گزارنا چاہئے امر بالمعروف والنھی عن المنکر کا پاس ولحاظ رکھنا چاہیے مگر وہ رے مسلمان! ہم تو شیطان کے دام فریب کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں ہمارے ایسے ایام ولیال بھی خواب غفلت، تاش، سنیما، ناچ گانے، آتش بازی، چغل خوری، لوٹ کھسوٹ کی نظر ہو کر رہ جاتی ہے اور ذرا بھی شرم نہیں آتی۔

شب برأت کی نفل نمازیں

(۱) ۱۰۰ رکعت نفل نماز دو دو رکعت کی نیت سے ادا کریں، یوں کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھیں اور بعد سلام دعا کریں۔

(۲) ۱۰ رکعت نماز دو دو رکعت کی نیت سے ادا کریں اور ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص سو مرتبہ پڑھیں، احیاء العلوم میں ہے کہ یہ نمازیں منجملہ ان نمازوں کے ہیں جو سلف صالحین ہمیشہ پڑھتے آئے، یہ نماز ان میں صلوۃ الخیر سے موسوم ہے اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص یہ مذکورہ بالا نماز شب برأت میں ادا کرتا ہے تو اللہ رب العزت اس کی طرف ستر مرتبہ نظر رحمت فرماتا ہے اور ہر مرتبہ اس کی ستر حاجتیں روا کرتا ہے ان میں سب سے کم یہ ہے کہ اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

نزہتہ المجالس میں بحوالہ کتاب البرکتہ یہ حدیث منقول ہے: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ماہ شعبان المعظم کی پندرہویں شب میں بارہ رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اللہ رب العزت اس کے گناہ معاف فرمائے اور اس کی عمر میں برکت دے۔

بعض مشائخ سے منقول ہے: جو شخص ماہ شعبان المعظم میں آٹھ رکعت نماز ایک ہی سلام سے ادا کرے اور ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے پھر ان رکعتوں کا ثواب حضرت سیدہ النساء فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح پر فتوح کو نذر کرے اس کے حق میں سیدہ خاتونِ جنت ارشاد فرماتی ہیں: میں جنت میں ہرگز قدم نہ رکھوں گی جب تک اس کی شفاعت نہ کرلوں گی۔ (اعمالِ رضا)

◆◆◆

ص ۲۹ کا بقیہ.....

مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو مسیں وہ ہشیار ہوں
پاؤں جب طوف حرم میں تھک گئے سر پھر گیا

اس کی تشریح فرمادیں؟

ارشاد... : یہ محاورے کو بہت ہی اچھے طور پر استعمال کیا ہے محاورے میں کہتے ہیں کہ فلاں کا سر پھر گیا یعنی یہ دیوانہ ہو گیا اب اس کو دوسرے معنیٰ میں استعمال کیا اور کہا کہ تم مجھ کو کہتے ہو دیوانہ، میں دیوانہ نہیں ہوں میرا معاملہ حسن ادب میں ایسا ہے کہ حرم کے طواف میں جب میں نے طواف کیا اور میرے پاؤں تھک گئے تو میں نے سر کو پاؤں بنا لیا اور میں سر سے طواف کرنے لگا سر پھر گیا۔

عرض... ۲۳: ''عالم کے قلم کی سیاہی شہید کے خون سے مقدس ہے'' کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے؟ (انگریزی سوال)

ارشاد...: مجھے اس وقت مستحضر نہیں البتہ یہ روایت ''الاشباہ والنظائر'' میں درج ہے۔

.....جاری ◄

یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا؟ ہمیں اپنے تأثرات ضرور لکھیں، آپ کے تأثرات ماہنامہ سنی دنیا کے صفحات کی زینت بنیں گے، اگر آپ کاروباری ہیں تو رسالہ میں اپنے اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو ترقی بھی دے سکتے ہیں۔

از: مفتی محمد صابر القادری فیضی*

فضائل شب برأت اور معمولات اہل سنت

اسلامیات

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سی چیزوں کو مبارک فرمایا ہے، قرآن مجید کی فضیلت وعظمت مسلم اس کو بھی مبارک کہا گیا، فرمایا: ھٰذا ذکر مبارك انزلناہ۔ یعنی قرآن مبارک ذکر ہے جس کو ہم نے نازل کیا، اسی قرآن عظیم میں اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے:

''حٰمٓ والکتٰب المبین انا انزلناہ فی لیلۃ المبارکۃ۔ یعنی قسم اس روشن کتاب کی! بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا۔'' (کنز الایمان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حٰمٓ یعنی روز قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرما چکا ہے، والکتاب المبین قسم ہے کتاب مبین کی! یعنی قرآن مجید کی، انا انزلناہ فی لیلۃ المبارکۃ۔ ہم نے قرآن یعنی کتاب مبین برکت والی رات میں اتارا، یعنی نصف شعبان کی رات میں، حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ اکثر مفسرین کا یہی قول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''مبارکہ'' سے شب قدر مراد ہے۔

آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن پاک کی تلاوت اوراق دیکھ کر کی، اللہ تعالیٰ اس کے ماں باپ سے عذاب ہلکا کر دیتا ہے، خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا: وجعلنا من الماء کل شئی حتی افلا یؤمنون۔ یعنی ہم نے سب چیزوں کو پانی سے زندہ کیا ہے پھر بھی ایمان نہیں لائے۔ (غنیۃ الطالبین)

کعبہ شریف برکت والا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

''ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً۔ یعنی بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے قائم کیا گیا وہ گھر ہے جو مکہ میں ہے برکتوں والا۔''

یہ کعبہ ہی کی برکت ہے کہ جو کوئی اس میں داخل ہوا اس پر گناہوں کا کتنا ہی بڑا بوجھ کیوں نہ ہو، جب وہ اس گھر سے باہر آتا ہے تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: جو مومن گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے کعبہ میں داخل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو عذاب سے محفوظ و مامون کر دیتا ہے، اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور اس کو بخش دیا جاتا ہے۔

بعض علما نے مذکورہ آیت میں مامون ہونے سے مراد لی ہے کہ حرم کے اندر اس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائی جا سکتی ہے تاوقتیکہ وہ باہر نکل کر نہ آجائے، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حرمت کعبہ کا لحاظ وہیں کرتے ہوئے حرم کے جانوروں کا شکار کرنا اور وہاں کے درخت کاٹنا حرام قرار دیا گیا ہے، یہ خانۂ کعبہ کی حرمت کی وجہ سے ہے اور مسجد حرام کی حرمت خانۂ کعبہ کی حرمت کے باعث ہے اور حرم کی حرمت، مکہ مکرمہ کی حرمت مسجد حرام کے باعث اور حرم کی حرمت مکہ مکرمہ کی بنا پر ہے، جیسا کہ منقول ہے کہ کعبہ مسجد حرام والوں کا قبلہ ہے۔

اس کا نام مکہ مکرمہ اس لئے رکھا گیا ہے وہاں مختلف الرائے فرقوں کا ہجوم اور اژدھام ہوتا ہے اور آدمی اس ہجوم میں ایک دوسرے پر روندے جاتے ہیں، بکہ اور مکہ ایک ہی لفظ ہے، اسی طرح شب برأت بھی فضیلت و برکت والی چیزوں میں سے ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی مبارک فرمایا، کیوں کہ اہل زمین کے لئے اس رات میں رحمت و برکت، گناہوں سے بخشش اور نزول مغفرت ہے۔

* مضمون نگار جامعہ عربیہ رحمانیہ، رحمن گنج ضلع بارہ بنکی کے پرنسپل ہیں۔

شعبان کی فضیلت و برکت کے تعلق سے حضور علی الصلوٰۃ و السلام کا فرمان عالی شان ہے، مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اذا کانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلتها وصوموا یومها فان الله تعالیٰ ینزل فیها لغروب الشمس الی السماء الدنیا ولقول الله الارض مستغفر فاغفر له الامن مسترزق فارزقه الامن مبتل فاعافیة الامن کذا الامن کذا حتی یطلع الفجر - ترجمہ: جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو اس رات کو قیام کرو، یعنی نماز پڑھو اور دن کو روزہ رکھو، کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت ہی سے آسمان دنیا پر ظاہر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اسے بخش دوں، کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ اسے عطا کردوں، کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ اسے چھوڑ دوں، کیا کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے کہ میں اس کی حاجت پوری کردوں، حتیٰ کہ صبح ہوجاتی ہے۔'' (ابن ماجہ)

معلوم ہوا کہ پندرہویں شعبان کی رات بڑی ہی فضیلت، برکت ورحمت والی ہے، اس رات گنہگاروں کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ آسمان دنیا سے فرماتا ہے۔ ؎

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہرو منزل ہی نہیں

بڑے ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ! جو ایسی مبارک راتوں کو یاد الٰہی میں گزارتے ہیں، ان کے لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اولئك علیهم صلوات من ربهم ورحمه - یعنی ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

ترمذی شریف میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں:

''فقدت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لیلة فاذا هو بالبقیع فقال اکنت خافین ان یخیف الله علیك ورسوله فقلت یا رسول الله انی ظننت أنك أتیت بعض نسائك فقال ان الله تعالیٰ ینزلو لیلة النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم بنی کلب- ترجمہ میں نے ایک رات حضور علیہ السلام کو نہ دیکھا پھر وہ قبرستان مدینہ میں ملے، آپ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تمہیں اس بات کا ڈر لگا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں خیال کیا تھا کہ شاید آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہیں، تب آپ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے، پس بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ گنہگاروں کو بخشتا ہے۔''

اس حدیث پاک سے پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ شعبان کی پندرہویں رات آنے سے پہلے جملہ حقوق عبادات سے حتی الوسع فراغت حاصل کرلی جائے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر و برکت کے دروازے صبح تک کھلا رکھتا ہے: (۱) شب عید الاضحیٰ (۲) شب عید الفطر (۳) شب یوم عرفہ (۴) شب نصف شعبان! اس رات میں مخلوق کی عمر، ان کی روزی اور حاجیوں کے نام لکھے جاتے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ وہ پانچ راتیں ہیں، پانچویں شب یوم جمعہ ہے۔ (ماثبت من السنہ)

حضرت حسن بصری کا ایک رقت انگیز واقعہ

روایت ہے کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نصف شعبان کی شب کو اپنے مکان سے باہر نکل رہے تھے، اس وقت ان کے چہرے سے ایسا ظاہر ہو رہا تھا کہ جیسے ان کو قبر میں دفن کر دیا گیا تھا اور وہ اس سے باہر نکل کر آرہے ہیں، آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی، آپ نے فرمایا: قسم خدا کی! جس شخص کی کشتی وسط سمندر میں ٹوٹ گئی ہو، اس کو مصیبت میری مصیبت سے کٹھن

نہیں ہے، آپ سے پوچھا گیا کہ ایسا کیوں ہے، آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنے گناہوں کا تو یقین ہے لیکن میری نیکیاں معرض خطر میں ہیں، معلوم نہیں وہ قبول ہوتی ہیں یا میرے منہ پر مار دی جائیں گی۔

شب برأت کی نمازیں

شب برأت میں جو نماز اسلاف سے منقول اور وارد ہے، اس میں ۱۰۰ رکعتیں ہیں ایک ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص کے ساتھ، یعنی ہر رکعت میں ۱۰ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی جائے، اس نماز کا نام ''صلوٰۃ الخیر'' ہے، اس کے پڑھنے سے برکتیں حاصل ہوتی ہیں، اس نماز کی بڑی فضیلت آئی ہے اور اس کا ثواب کثیر ہے۔

حضرت حسن بصری نے علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مجھ سے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تیس صحابۂ کرام نے بیان کیا کہ اس رات کو جو شخص یہ نماز پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف ۷۰ بار دیکھتا ہے اور ہر بار کے دیکھنے میں اس کی ۷۰ حاجتیں پوری کرتا ہے، جن میں سب سے ادنیٰ حاجت اس کے گناہوں کی مغفرت ہے۔

مستحب ہے کہ اس نماز یعنی ''صلوٰۃ الخیر'' ان ۱۴ راتوں میں بھی پڑھے جن میں عبادت کرنا اور شب بیداری کرنا مستحب ہے، ان راتوں کے مزید فضائل ومسائل راقم کی کتاب'' ماہ رجب کے فضائل'' میں بھی دیکھ سکتے ہیں۔

روایت عجیبہ

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک پہاڑ پر تشریف فرما ہوئے اور وہاں ایک خوبصورت گیند نما پتھر دیکھا، آپ تعجب سے اس کے گرد گھومنے لگے، اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ کیا تمہاری خواہش ہے کہ اس پتھر کا راز تم پر ظاہر کر دوں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ الٰہی میری تمنا تو یہی ہے، اتنے میں پتھر شق ہو گیا تو آپ نے دیکھا کہ اس میں ایک آدمی عبادت میں مشغول ہے اور اس کے قریب ہی ایک انگور کی بیل ہے اور ایک نہر جاری ہے، اس شخص نے کہا کہ یہی انگور میں ہر روز کھاتا ہوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: تم اس پتھر کے اندر کتنے دنوں سے عبادت کرتے ہو؟ اس نے کہا: چار سو برس سے! یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ الٰہی شاید اس جیسی عبادت تو تیرے کسی بندے نے نہ کی ہوگی، تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے عیسیٰ! میرے حبیب ﷺ کا جو امتی شعبان کی پندرہویں رات میں دو رکعت نماز پڑھے گا، وہ اس کی چار سو برس کی عبادت سے بہتر وافضل ہوگا، یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ! تو مجھے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں داخل فرمالے۔ (روض الاذکار)

معمولات اولیائے کرام

(۱) اولیائے امت کے معمولات سے ہے کہ بعد نماز مغرب ۶ رکعتیں نفل پڑھیں، ہر دو رکعت پر سلام پھیر کر ایک مرتبہ سورۂ یونس یا ۲۱ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھیں، پہلی بار سورۂ یونس درازی عمر کے لئے پڑھیں، دوسری بار رزق کی ترقی کے لئے اور تیسری بار دفع بلا کے لئے، پھر دعائے نصف شعبان پڑھیں۔

(۲) بعد نماز عشا ۱۲ رکعت نماز نفل پڑھیں، ہر رکعت میں الحمد کے بعد ۱۰ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھیں اور نماز کے بعد ۱۰ مرتبہ کلمۂ توحید، ۱۰ مرتبہ کلمۂ تمجید اور ۱۰۰ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔

(۳) یہ دعا جتنی مرتبہ پڑھ سکیں پڑھیں، اللھم انی اسئلك العفو والعافیة والمعافاة الدائمة فی الدنیا والآخرة۔ اے میرے رب! میں تجھ سے درگزر اور عافیت اور ہمیشہ کی معافی کی دنیا وآخرت میں دعا کرتا ہوں۔

شب برأت کی غلط رسمیں

شب برأت اتنی اہم رات ہے کہ اس رات انسان کو چاہئے کہ عبادت الٰہی میں مصروف ہو کر اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچائے، مگر آج کل مسلمانوں کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہو گیا ہے، چنانچہ جہنم کی آگ سے بچنے کے بجائے گھر گھر آتش بازی کی جاتی ہے، خدا جانے کہاں سے مسلمانوں میں شب برأت کے پاکیزہ موقع پر یہ رسم بد رواج پا گئی ہے، جو سراسر اسلام کے خلاف ہے۔

آتش بازی سے خدائے قہار وجبار کی بقیہ ص ۹ پر

پینتالیسویں قسط

از: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان

ملفوظات تاج الشریعہ

صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کے ارشادات وفرمودات کو ''ملفوظات'' کے نام سے جانا جاتا ہے، ہر دور میں صالحین اور اولیائے کاملین کے ارشادات وفرمودات قلم بند کرنے یا انھیں محفوظ کرنے کی روایت رہی ہے تا کہ آنے والی نسلیں ان سے رشد و ہدایت کی روشنی حاصل کرسکیں، صوفیائے کرام کے ارشادات وفرمودات اگرچہ سادہ ہوتے ہیں مگر وہ ایسے مؤثر اور معنی خیز ہوتے ہیں کہ ان کا ایک ایک جملہ دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا ہے، ان کا ایک ہی جملہ کسی بھی قوم کی تقدیر بدل ڈالنے کی صلاحیت رکھا ہے، کسی شاعر نے ان کی اسی صفت کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔ ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضور تاج الشریعہ نے سوال وجواب کا یہ سلسلہ جنوری ۲۰۰۵ء میں شروع کیا جو مسلسل ۲۰۱۶ء تک جاری رہا، یعنی پورے ۱۲ر سالوں تک یہ زرّیں سلسلہ جاری وساری رہا، اس دوران آپ نے کم وبیش ۷۰۰۰ر ہزار سوالوں کے جوابات ارشاد فرمائے جو یقیناً ہماری آنے والی نسلوں کے لئے ایک عظیم سرمایہ ہیں، ''ملفوظات تاج الشریعہ'' صرف مئی ۲۰۱۰ء سے اکتوبر ۲۰۱۰ء تک کے سوالات وجوابات پر مشتمل ہے، یعنی حضور تاج الشریعہ کی زبان حق ترجمان سے نکلے ہوئے گیارہ سالوں کے جواہر پارے ریکارڈنگ کی شکل میں ابھی باقی اور محفوظ ہیں، ان شاء اللہ الرحمٰن وہ بھی کتابی صورت میں قارئین کرام کے مطالعہ کی میز پر ہوں گے، راقم الحروف ارباب علم ودانش سے التماس کرتا ہے کہ ''ملفوظات تاج الشریعہ'' میں اگر کوئی شرعی خامی یا غلطی نظر آئے تو اسے ناقل ومرتب کی غلطی تصور کرتے ہوئے ادارے کو مطلع فرمائیں تا کہ اس کی اصلاح کی جاسکے، راقم اس کی پینتالیسویں قسط قارئین سنی دنیا کی نذر کر رہا ہے۔

احقر محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

گزشتہ سے پیوستہ

۳۱ر اکتوبر ۲۰۱۰ء، بریلی شریف، ہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض... ۱: احکام شریعت میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مسئلے کے ضمن میں فرمایا: بحمد للہ تعالیٰ فقیر کے یہاں پانچ محمد موجود ہیں اور پانچ سے زیادہ اپنی راہ گئے۔ حضرت ان کے بارے میں کچھ تفصیل بیان فرمائیں۔

ارشاد...: سر دست مجھے اس سلسلے میں کچھ تفصیل مستحضر نہیں ہے غالباً دو تو حضور اعلیٰ حضرت کے صاحبزدگان ان دونوں کا نام اعلیٰ حضرت نے محمد رکھا حضرت حجۃ الاسلام محمد حامد رضا اور حضور مفتیٔ اعظم ہند محمد مصطفی رضا اور تیسیر کے حاشیے میں میں نے دیکھا تھا کہ ایک صاحبزدے کا اور ذکر کیا جو غالباً ان کا نام محمود رضا ان کا بھی نام اعلیٰ حضرت نے محمد رکھا ہوگا ان کا انتقال اعلیٰ حضرت کی زندگی میں ہوگیا تھا اور بہت خوبصورت تھے ان کی خوبصورتی کا بھی ذکر کیا اور یہ لکھا کہ: و کان من الحسن بما کان۔ بہت زیادہ خوبصورت تھے اور اس کے علاوہ جو اعلیٰ حضرت کے بھائی ان کا بھی نام مجھے یاد آتا ہے کہ ان کے نام میں بھی شروع میں محمد اور پانچ وہ کون حضرات ان کی تفصیل مجھے اس وقت یاد نہیں۔ (رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہم اجمعین)

عرض... ۲: آج مارہرہ شریف کے عرس کا اختتام ہوا، صاحب

عرس حضرت شاہ برکت اللہ رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں؟

ارشاد...: ان کے بارے میں مجھے لب کشائی کی کیا مجال اور سب سے بڑی برکت اس صاحب برکات کی یہ ہے کہ ان کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ ان کے سلسلے میں مرید ہیں حضور سیدنا آل رسول احمدی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت شاہ برکت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے مورث اعلیٰ ہیں اور ہم سب برکاتی غلام ان کی برکتوں سے مالا مال ہیں۔

عرض...۳: لوگوں میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ جس کی ۱۲ر ذی الحجہ کی مغرب منیٰ میں ہوجائے اب اس پر ۱۳ر کی رمی واجب ہوگئی؟ رہنمائی فرمائیں۔

ارشاد...: اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہ لکھا ہے کہ ۱۲ر کو رخصت ہونے کا اختیار ہے لیکن اگر ۱۲ر کی شام ہونے سے پہلے غروب سے پہلے وہ نہ گیا اور غروب ۱۲ر کا منیٰ میں ہوگیا تو فرمایا ہے کہ اب ۱۳ر کی رمی کر کے جائے اس سے ظاہر وجوب ہی ہے۔

عرض...۴: صفا ومروہ میں جہاں سعی کی جاتی ہے اسے وسیع کیا گیا ہے تو کیا اس توسیع شدہ حصے میں سعی ہوجائے گی؟

ارشاد...: حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری رضوی امجدی نے اس سلسلے میں یہ بتایا کہ ۱۹۶۷ء میں انہوں نے اس جگہ کا معائنہ کیا تھا اور اس کے حساب سے یہ اضافہ اسی مسعیٰ کی حد میں ہے لہٰذا اس طور پر وہاں جو مسعیٰ ہے وہ حد مسعیٰ کے اعتبار سے آگے نہیں ہے وہاں سعی ہوجائے گی لیکن بہت لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ اس حد سے باہر ہے اس سلسلے میں مجھے لوگوں کے مقالات اور رسالے دیکھنے کی فرصت نہیں نہ میں آج کل کچھ دیکھتا ہوں ضرورتاً اگر مجھے ضرورت ہوتی ہے تو پڑھوا کر سن لیتا ہوں اس لئے جو احتیاط کریں ان کے لئے بہتر یہی ہے کہ پرانے مسعیٰ ہی میں رہیں اور جو لوگ محدث کبیر نے جو فرمایا اس پر عمل کریں تو ان کے مطابق ان کی سعی ہوجائے گی اور کچھ لوگوں کو چاہئے کہ اس سلسلے میں خود بھی جو وہاں کے حاضر باش لوگ ہیں ان سے معلومات کریں اور جو معلومات مہیا ہوں صحیح اس پر عمل کریں۔

عرض...۵: بہت سارے علما کو سیدنا کہا جاتا ہے جب کہ وہ سید نہیں تو کیا غیر سید کو سید کہنے کی اجازت ہے؟

ارشاد...: بخاری شریف میں تعلیقاً حدیث شریف ہے:

''ابو بکر سیدنا و اعتق سیدنا۔'' (صحیح البخاری، ۵/۲۷)

سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ ہمارے سید ہیں اور انہوں نے ہمارے سید بلال حبشی رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کو آزاد کیا جس کا قصہ مثنوی میں ہے کہ ؎

گفت ما دو بندگان کوی تو
کر دمش آزاد من بر روی تو

حضور اقدس صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت ابوبکر، بلال حبشی رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہما کو لے کر حاضر ہوئے اور یوں عرض کی کہ ہم دونوں آپ کی گلی کے غلام ہیں اور میں نے آپ کے روئے زیبا پر نچھاور کیا اور میں نے اس غلام کو آپ کے لئے آزاد کر دیا تو اس سے بڑھ کر اور کیا سند ہوگی کہ حضرت عمر رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ خود سید نہیں ان کو بھی سید کہا جاتا ہے اور انہوں نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کو کہ ہمارے سید ہیں جب کہ اصطلاحی اعتبار سے سید اب عرف عام میں اولاد سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہا کی اولاد ذکور حسن وحسین رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہما کی اولاد سید کہلاتی ہے تو وہ ایک عرف ہے اور دوسرا عرف یہ ہے کہ علما کو اور بزرگانِ دین کو اس لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

عرض...۶: میرا ایک میڈیکل اسٹور ہے میرے پاس مقامی اور غیر ملکی کمپنیوں کے ڈسٹری بیوٹر آتے ہیں انٹرنیشنل اصل کمپنی کے ڈسٹری بیوٹر مجھے ایک گولی کا پتہ بیچنے پر تقریباً تیس روپے دیتے ہیں اور مقامی کمپنی کے ڈسٹری بیوٹر مجھے وہی گولی بیچنے کے ستائیس روپے دیتے ہیں میرے لئے کیا حکم ہے؟

ارشاد...: اس میں کیا حکم پوچھنا ہے یہ جائز ہے۔

عرض...۷ :

اے خدا نظروں کو آج کچھ ایسی خدائی دے
جدھر دیکھوں ادھر مدینہ دکھائی دے
کاش ایسی مہربانی ہو آج ہوا میں
حضور پر درود بھیجوں اور جواب سنائی دے

یہ شعر پڑھنا ٹھیک ہے؟

ارشاد...: شعر ٹھیک ہے، اس میں بظاہر کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا لیکن ''نظروں کو خدائی دے'' یہ مصرعہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا شاعر بظاہر نظروں میں قوت ابصار اور دیکھنے کی صلاحیت زیادہ مانگ رہا ہے اس کو خدائی سے تعبیر کرنا یہ کچھ زبان میں غرابت ہے۔

عرض...۸: اشراق کی نماز کا وقت طلوع آفتاب سے بیس منٹ کے بعد شروع ہوتا ہے لیکن کب تک رہتا ہے؟

ارشاد...: ضحویٰ کبریٰ سے پہلے تک۔

عرض...۹: کیا فجر کی نماز پڑھ کر تھوڑا مارننگ واک (صبح کی چہل قدمی) کر کے پھر اشراق پڑھ سکتے ہیں؟ لوگ کہتے ہیں کہ فجر کے بعد اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتے جب تک طلوع آفتاب کے بعد اشراق نہ پڑھ لیں، رہنمائی فرمائیں۔

ارشاد...: یہ جو جبروتی حکم کہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتے یہ ایسا نہیں ہے معمولات میں یہ مشائخ نے ضرور بتایا ہے کہ اس جگہ میں بیٹھا ہوا درود، استغفار، ذکر وغیرہ میں اور تلاوت میں مصروف رہے اور جب آفتاب طلوع ہونے لگے اس وقت تلاوت موقوف کر دے اور ذکر وغیرہ میں مصروف رہے یہاں تک کہ وقت مکروہ ختم ہو جائے تو نماز پڑھے یہ بہتر ہے اچھا ہے معمولات مشائخ میں ہے لیکن ہل بھی نہیں سکتے اس سے پتہ لگتا ہے کہ ہلنا ناجائز ہے یہ غلط ہے۔

عرض...۱۰: یہاں بمبئی میں اجتماعی قربانی کے لئے کچھ کمیٹیاں اس کام کو انجام دیتی ہیں وہ لوگ جانور کی قربانی بمبئی سے دور پونا وغیرہ میں پہلی عید گزار کر رات ۱۲ر بجے بعد کرتے ہیں اور باسی عید کو بمبئی میں قربانی کا حصہ لا کر حصہ دار کو تقسیم کرتے ہیں کیا رات میں قربانی ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو جو کمیٹی ایسا کرتی ہے ان کے لئے کیا حکم ہے؟ اور جو حصہ دار اس کام سے ناواقف ہے ان کی قربانی ہو جاتی ہے یا نہیں؟

ارشاد...: رات میں بھی قربانی ہو جاتی ہے اور اس میں ان لوگوں پر کوئی حکم نہیں ہے جب ان کو سہولت ہوتی ہے قربانی کرتے ہیں اگر ذبح کرنا صحیح طور پر جانتے ہیں اور رات میں بھی ذبح کی اجازت ہے جب کہ ذبح شرعی ہو جائے تو قربانی بھی ہو جائے گی اور جانور کا ذبح صحیح ہوگا۔

عرض...۱۱: مولانا روم اور حضرت شمس تبریز (علیہما الرحمہ) کون ہیں اور مثنوی شریف کیا معتمد کتاب ہے؟

ارشاد...: مثنوی شریف وعظ و نصیحت کی بڑی معتمد کتاب ہے اور ہر زمانے کے علما نہ صرف اس زمانے کے علما بلکہ روح البیان جو ایک صوفیانہ مسائل پر مشتمل دقائق و معارف پر مشتمل نفیس تفسیر ہے اس کے مصنف حضرت مولانا محمد اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر بیشتر موقع کی مناسبت سے مثنوی کے اشعار اس تفسیر میں درج کرتے ہیں اور ماضی قریب کے علما کا یہ دستور رہا حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ بھی جگہ جگہ مثنوی شریف سے استیراد کرتے ہیں اس سے پتہ لگا کہ وہ بہت بڑی مستند کتاب ہے اور حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غالباً حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ کے پیر ہیں اس لئے کہ مثنوی میں ایک شعر یہ ہے کہ :

مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

مولائے روم مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے لئے کہتے ہیں کہ میں مولوی نہیں ہوا جب تک کہ میں شمس تبریز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا غلام نہ بنا۔

عرض...۱۲: کیا کافر بینک سے قرض لے سکتے ہیں؟

ارشاد...: قرض بلا وجہ لینا تو جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس میں قرض کی رقم سے زیادہ دینا پڑتا ہے اور یہ ناجائز ہے اگرچہ یہ سود کے زمرے میں نہیں ہے کہ سود مسلمان، مسلمان کے درمیان میں

یا مسلمان اور ذمی کافر کے درمیان میں ہوتا ہے اب ذمی کافر تو کہیں موجود نہیں ہے تو اب جو موجودہ کفار ہیں وہ غیر ذمی ہیں ان سے یہ معاملت کسی طرح سود نہیں ہے، لہٰذا ان سے ان کی رضا سے بغیر بدعہدی کے جو کچھ ملے وہ مسلمان کے لئے خالص مباح ہے اور ان کو زیادہ دینا بلا ضرورت اور بلا حاجت یہ جائز نہیں ہے ہاں اگر سچی سچی ضرورت ہو یا حاجت شرعیہ ہو کہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو یا کام نکل سکتا ہو لیکن بہت مشکل سے نکلے گا اس صورت میں قرض لینے کی اجازت ہے جب کہ یہ اعتماد ہو کہ بینک کرپٹسی (دیوالیہ) کی نوبت نہیں آئے گی دیوالیہ نہیں ہوگی اور جو اس نے قرض لیا ہے اس کی قسطیں وقت مقررہ پر بھر دے گا اور پوری قسطیں ادا دے گا یہ اعتماد ہو تو اس صورت میں قرض لے سکتا ہے کہ اس میں بہر حال مسلم کا نفع زیادہ ہے تھوڑا ان کو زیادہ دینا پڑتا ہے۔

عرض...۱۳: کیا کافر بینک کے قرض ڈیپارٹمنٹ میں نوکری کر سکتے ہیں جس میں سود پر قرض بیچ کر کمیشن ملتا ہے؟

ارشاد...: کر سکتے ہیں۔

عرض...۱۴: ایک شخص نے کسی قاصد کو اپنی بیوی کے لئے تین طلاقوں کا پیغام دے کر بھیجا اور وہ راستے میں ہی مر گیا تو کیا طلاق واقع ہو جائے گی؟

ارشاد...: پیغام کی تفصیل بتائی جائے کہ وہ پیغام زبانی تھا یا تحریری تھا اور اس میں کتنی طلاقیں درج تھیں اور وہ طلاقیں معلق تھیں کسی شرط پر کنڈیشن پر یا کوئی شرط نہیں تھیں جیسی اور جتنی طلاقیں اس پیغام میں تھیں ویسی اور اتنی طلاقیں اسی شرط پر واقع ہوں گی۔

عرض...: زبانی تین طلاقیں کہہ کر بھیجا۔

ارشاد...: زبانی تین طلاقیں کہہ کر بھیجا تو کیسے کہا تھا؟ اگر یوں کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں جاؤ اس کو خبر دے دیں اتنا کہنے سے اس پر تین طلاقیں پڑ گئیں، اگرچہ وہ راستے میں ہی ختم ہو گیا اور اس تک بات نہ پہنچی اب جب اس کو پتہ لگا کہ وہ قاصد کو یہ کہہ چکا تھا مطلقاً تو اس صورت میں بیوی جب یہ باور کرتی ہے وہ مطلقہ ہو جائے گی اور جب سے اسے خبر پہنچی اس پر عدت لازم ہوگی۔

عرض...۱۵: جب لوگ مدینہ شریف کے سفر پر روانہ ہوتے ہیں تو لوگ انہیں سرکار کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہِ بے کس پناہ میں سلام کی عرض کرتے ہیں معترض کا کہنا ہے کہ یہ بدعت ہے اور قرآن وسنت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں نہ ہی صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے ثابت ہے، رہنمائی فرمائیں؟

ارشاد...: معترض کا اعتراض بے جا ہے اور یہ مسلمانوں کا قدیمی معمول ہے اور حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کا مرتبہ تو بہت بڑا ہے آپس میں بھی یہ دستور چلا آیا اور آج تک قائم ہے کہ اپنے دوستوں کے لئے اپنے بزرگوں کے لئے اور اپنے دوست احباب کے لئے لوگ جب کوئی وہاں سے جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ تم فلاں جگہ جا رہے ہو میرا فلاں سے سلام کہہ دینا اور اس کا دعویٰ کہ یہ کہیں سے ثابت نہیں یہ اس کا دعویٰ بے جا ہے اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے تو اس کا بدعت اور ناجائز ہونا یہ اس کے ذمے ہے کہ وہ دکھائے کہ یہ ناجائز وحرام ہے اپنی زبان سے جس کو چاہو ناجائز کہہ دو یہ خود بدعت ہے جس کو قرآن نے منع فرمایا:

''وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ، اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ۔'' (سورۃ النحل:۱۱۶)

تمہاری زبانیں جس کو کہتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے اس کو تم اپنی زبانوں سے حرام وحلال مت کہو تا کہ اللہ پر بہتان اللہ پر جھوٹ باندھو، بے شک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیابی کو مراد کو نہیں پہنچتے۔

تو یہ اس کا کہنا اس کا دعویٰ یہ خود محل منع میں ہے اور قرآن نے اس سے منع فرمایا تو بدعت کا مرتکب تو وہ ہے اور ظالم اہل سنت وجماعت کو معمولی باتوں پر جن باتوں پر ان کا توارث بزرگوں سے چلا آ رہا ہے بدعت کہتا ہے یہ اس کا بہتان ہے۔

عرض...۱۶: میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں ایک قبرستان کے پاس سے گزر رہا ہوں اور ایک سانپ نظر آتا ہے وہ میری

طرف آتا ہے میں ڈر جاتا ہوں مگر وہ مجھے کاٹتا نہیں، تعبیر ارشاد فرمادیں۔

ارشاد...: ان شاء اللہ عزوجل اس کے ضرر سے حفاظت ہے۔

عرض...۱۷: بچت کی نیت سے لائف انشورنس کرانا کیسا ہے جس سے 80C کے تحت انکم ٹیکس میں ریبیٹ بھی ملے اور پالیسی پوری ہونے پر جمع رقم کچھ ٹیکس کٹ کر پھر سے مل جائے؟

ارشاد...: یہ اُن بلاد میں جیسے کہ ہندوستان وغیرہ وہاں پر یہ معاملہ جائز ہے۔

عرض...۱۸: الیکشن میں لوگ ہر امیدوار سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم آپ کو ووٹ دیں گے لیکن ووٹ کسی ایک ہی کو دیتے ہیں کیا اس طرح وعدہ کرنا درست ہے؟

ارشاد...: یہ تو ٹھیک نہیں ہے ہر ایک سے وعدہ کرلینا ایک طرح کا دھوکہ معلوم ہوتا ہے۔

عرض...۱۹: ایسا کہنا کہ میرے رب عزوجل کی قسم وہ فلاں بد مذہب فرقے یا فلاں بدمذہب شخص سے ناراض ہے، ٹھیک ہے؟

ارشاد...: اس میں کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا۔

عرض...۲۰: یہ شعر:

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

اس پر دیوبندیوں کا ایک اعتراض سننے میں آیا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو جنم لینے والا بتایا ہے، حضرت سے گزارش ہے کہ اس شعر کی تشریح فرمادیں جس میں بدمذہبوں کے اس بے ہودہ اعتراض کا رد بھی ہوجائے؟

ارشاد...: شعر تو بہت واضح ہے اور بہت خوب ہے یہ فرما رہے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر تو حقیقتاً کوئی حجاب نہیں ہے حجاب ہمارے اعتبار سے ہے اور مخلوق کے اعتبار سے ہے سید الخلوقین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو مشرف فرمایا اور وہ سفر معراج پر تشریف لے گئے تو جب وہ منزل آئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار بچشم سر محمد رسول اللہ صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم نے کیا اس سے پہلے جو حجاب تھا کہتے ہیں کہ اس حجاب کے اٹھنے میں لاکھوں پردے تھے اور وہ پردے بھی ایسے تھے کہ ہر ایک پردے میں لاکھوں اللہ تبارک وتعالیٰ کے جلوے تھے تو اب پردے کے اعتبار سے یہ فرقت ہے اور جلوؤں کے اعتبار سے یہ وصل ہے، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ سے گویا کہ وہ ان جلوؤں میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے مل رہے تھے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا وصل ان کو نصیب ہو رہا تھا اب یہ کہہ رہے ہیں کہ عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے وصل و فرقت باہم آپس میں دونوں نقیضیں ہیں اور یہ جب سے پیدا ہوئے ان کے اندر اجتماع ہو ہی نہیں سکتا، وہ اس شعر کو سمجھا ہی نہیں اور اس نے یہ اعتراض کردیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو جنم لینے والا بتایا اس شعر کے یہ معنیٰ ہرگز نہیں ہیں وہ معنیٰ اس نے خود پہنائے۔

عرض...۲۱: قانونِ شریعت حصہ اوّل میں نجاستِ غلیظہ کے بارے میں لکھا ہے کہ کپڑے پر ایک درہم کی مقدار سے زیادہ ہو تو اس کا دھونا فرض ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ ایک درہم کے برابر ہو تو اس کا دھونا واجب ہے ورنہ نماز واجب الاعادہ ہوگی اور ایک درہم سے کم ہو تو دھونا سنت ہے اگر نہیں دھویا تو نماز ہو جائے گی مگر دھو لینا چاہئے۔

سوال یہ ہے کہ کسی کو پیشاب کے قطرے کی شکایت ہے اس وجہ سے قطرے اس کے کپڑے پر گر گئے مگر ایک درہم سے کم ہے تو وہ استنجاء کرے مگر کپڑے کو نہ دھوئے کیا وہ اس کپڑے پر نماز ادا کرسکتا ہے؟

ارشاد...: مسئلہ بتانے کے بعد مسئلہ تو خود قانون شریعت سے نقل کیا تو یہی ہے کہ نماز اگر ادا کرے گا نماز ادا ہوجائے گی لیکن یہ بہت برا ہے بہت خلاف ادب ہے لہٰذا اس کو دھونا چاہئے اور کبھی ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ وہ نجاست پھیل کر ایک درہم سے زیادہ ہوجائے اگر ایسی صورت ہے یا اس کا ظن غالب ہے اس صورت میں نماز نہیں ہوگی لہٰذا اس طور پر اس کا دھونا اور زیادہ مؤکد ہے۔

عرض...۲۲:

بقیہ ص ۲۱ پر

از: مولانا محمد اظہر القادری مرکزی*

عقیدۂ ختم نبوت

اعتقادیات

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول ماننا ضروریات دین میں سے ہے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی قرب قیامت دنیا میں جب تشریف لائیں گے تو پہلے نبوت و رسالت کے وصف سے موصوف و متصف ہونے کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر تشریف لائیں گے اور دین محمدی کی تبلیغ و اشاعت کریں گے۔ (خصائص کبریٰ، 329/ 2)

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی ماننا اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی طرح کا کوئی نیا ورسول نہ آیا ہے اور نہ ہی آسکتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرماتا ہے:

''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُم وَ لٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيءٍ عَلِيمًا- محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔''

خزائن العرفان میں علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: یعنی آخر الانبیاء کہ نبوت آپ پر ختم ہوگئی آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتی کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظّمہ کی طرف نماز پڑھیں گے، حضور کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث تو حد تواتر تک پہنچتی ہیں، ان سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے، وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے، حضور کا فرمان عالیشان ہے:

"فانی آخر النبیاء و ان مسجدی آخر المساجد- میں سب نبیوں میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔" [جسے کسی نبی نے خود تعمیر کیا ہے] (مسلم ص، 553)

رد قادیانیت اس دنیا میں جتنے بھی فرقے وجود پذیر ہوئے ان فرقوں میں سے سب سے بدترین فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار احمدیہ، غلامیہ اور قادیانی اپنے کفریہ عقائد میں سب سے بڑھ گئے، ان کی کتابیں کفریہ عقائد سے بھری پڑی ہیں، ان میں سے چند باتیں رقم طراز ہیں، ازالہ صفحہ ۶۲۹ پر لکھتا ہے:

''ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیشگوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے۔'' (ازالہ اوہام، ریاض الہند، امرتسر بھارت، ص ۲۳۴)

اعلیٰ حضرت بریلوی نے اس عبارت کے تحت فرمایا:

"یہ صراحۃً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی تکذیب ہے عام اقوام کفار لعنہم اللہ کا کفر حضرت عزت عزّ جلالہ نے یوں ہی تو بیان فرمایا: كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحِ الْمُرْسَلِيْنَ كَذَّبَتْ عَادُ اقح لْمُرْسَلِيْنَ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ-الْمُرْسَلِيْنَ كذبت اصحب الایکة المرسلین-" (فتاویٰ رضویہ، ج، 15، ص، 588)

اور آگے فرماتے ہیں:

"ائمہ کرام فرماتے ہیں، جو نبی پر اس کی لائی ہوئی بات میں کذب جائز ہی مانے اگرچہ وقوع نہ جانے باجماع کفر ہے نہ کہ معاذ اللہ چار سو انبیا کا اپنے اخبار بالغیب میں کہ وہ ضرور اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے، واقع میں جھوٹا ہو جانا، شفا

شریف میں ہے: من دان بالوحدانیة وصحة النبوة و نبوة بنبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولکن جوز علی الانبیاء الکذب فیما اتوا بہ ادعی فی ذٰلك المصلحة بزعمه اولم یدعها فهو کافر باجماع۔ (الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی، شرکۃ صحافیہ فی بلاد العثمانیہ ۲/ ۲۶۹) یعنی جو اللہ تعالٰی کی وحدانیت نبوّت کی حقانیت ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو بایں ہمہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ان کی باتوں میں کذب جائز مانے خواہ بزعمِ خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔"

اسی طرح قادیانیوں کی ساری کتابیں کفریہ عبارات سے بھری پڑی ہیں، ان کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا اور اس کے متبعین نے اس کو نبی مانا، یہ امر بہت سے کفریات پر مشتمل ہے، اس میں ایک تو حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ہونا جائز سمجھا جائے تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آخری نبی کیسے ہوں گے؟ اور پھر ختم نبوت کا انکار قرآن کریم کی آیت مقدسہ کا انکار اور اس کو جھٹلانا ہے، نیز کثیر احادیث صحیحہ کا انکار ہے جو خود کفر ہے اور غیر نبی کو نبی ماننا یہ فی نفسہ کفر ہے۔

لہٰذا امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور پوری دنیا کے اجلہ علمائے کرام ومفتیان عظام نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا اور بلاشبہ یہ سب کے سب کافر ہیں، جو ان کے کفر میں ذرہ بھر بھی شک کرے وہ کافر ہے، عصر حاضر میں ہندوستان میں بھی قادیانیت اپنے پیر پھیلا رہی ہے۔

علمائے اہل سنت کو اس پر خصوصی توجہ دینا چاہئے اور قادیانیت کے بارے میں عوام اہل سنت کو آگاہ کرنا چاہئے اور سب کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت باور کرانا چاہئے، اللہ تبارک و تعالٰی ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ◆◆◆

ص ۳۴ / کا بقیہ.....

مذمت کے لیے سارے لوگ ادب کی کتابیں کھولے گھوم رہے تھے مگر شان صحابیت میں بدتمیزی کرنے والے مجاور پر کسی سیکولر مزاج کے منہ سے ایک لفظ تک نہیں نکلا، کبھی ٹھنڈے دل سے سینے پر ہاتھ رکھ کر سوچنا کہ وہ کون سا سبب تھا جس نے نعرہ زنوں کی مخالفت پر ابھارا اور وہ کون سی وجہ ہے کہ توہین صحابہ پر بھی سیکولروں کی زبانیں گونگی بنی ہوئی ہیں؟

اچھی طرح یاد رکھیں

صحابہ کرام کی عزت وحرمت نسبت رسالت کی بنیاد پر ہے اگر کوئی بدنصیب انسان فرمان رسالت کی مخالفت کرتے ہوئے صحابہ کرام کی شان میں بدزبانی کرتا ہے تو وہ صرف صحابی ہی کی نہیں بل کہ نسبت رسالت کی بے ادبی کا مرتکب ہوتا ہے، سرور چشتی کو چاہیے کہ وہ آستانۂ غریب نواز پر ناک رگڑ کر سلطان الہند سے معافی طلب کرے جس نے ان کے جد اعلی حسنین کریمین کے منتخب کردہ امیر المومنین کی شان میں بے ادبی کر کے نہ صرف غریب نواز، حسنین کریمین اور ان کے جد اعلی حضور سید عالم ﷺ کو بھی ناراض کیا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ محبوبوں کے گستاخ کبھی فلاح نہیں پاتے بل کہ نشان عبرت بنا دیئے جاتے ہیں۔

◆◆◆

ص ۵۴ / کا بقیہ.....

نگاہِ مفتی اعظم کا ان پہ فیض جاری ہو
ہو ان سے دور ہر رنج ومصیبت آفت وکلفت

طفیل فاطمہ زہرا پئے سرکار دو عالم
کرے ان کو عطا اللہ عمرِ خضر کی دولت

بنے وہ عالم ومفتی محقق حافظ قرآں
ہمالہ پر بھی لہرائے یوں ان کا پرچم رفعت

جسیم قادری عاشق میاں کے واسطے ہیں وہ
سکون دل قرار روحِ جاں اور زیست کی راحت

◆◆◆

از: مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی*

سانحۂ اجمیر! الزامات اور گستاخیاں

احوال قوم و ملت

آستانۂ غریب نواز پر ہوئے افسوس ناک سانحہ کے بعد انجمن خدام کے سیکرٹری سرور چشتی نے ایک ویڈیو جاری کیا تھا، جس میں اس شخص نے فساد کی ساری ذمہ داری اہل سنت پر ڈالتے ہوئے جو باتیں کہیں ان پر ہر اس انسان کو غور کرنے کی ضرورت ہے جو عقیدہ اہل سنت اور احترام صحابہ و اہل بیت کے نظریئے پر یقین رکھتا ہے، ویڈیو کے اہم نکات یہ ہیں:

1- ان لوگوں نے صدقہ معاویہ مانگا، وہ بھی علی کے لاڈلے حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی کی درگاہ پہ۔

2- معاویہ کون؟ ابوسفیان، ہندہ کا بیٹا! جو یزید کا باپ ہے۔

3- بنو امیہ کے نعرے بنو ہاشم کے گھر پہ لگائے گئے، کیا یہ بغض غریب نواز ہے، بغض اہل بیت ہے؟

4- سلطان کی درگاہ پہ ان غلاموں کے نعرے لگانے کی کیا ضرورت ہے؟

5- ہمیں بدنام کر رکھا ہے کہ ہم رافضی ہیں۔

6- کیا ہم بریلی میں جا کے قوالی کر سکتے ہیں؟

7- ہر انسٹیٹیوشن کا قاعدہ قانون ہوتا ہے، ہمارا یہاں کا بھی قاعدہ قانون ہے، کیوں آ کے توڑ رہے ہیں؟

8- یہ اہل سنت و جماعت نہیں ہیں کوئی نیا فرقہ ہے۔

یہ وہ اعتراضات ہیں جو سرور چشتی کے جاری کردہ ویڈیو سے لیے گئے ہیں، الفاظ من وعن ہیں، آٹھ نکاتی اعتراضات میں سے تین کا تعلق براہ راست صحابی رسول، کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات پاک سے ہے، بقیہ جماعت اہل سنت پر لگائے ہیں۔

ہم اہم اعتراضات کا تجزیہ کرتے ہیں اسی سے سرور چشتی کے سارے اعتراضات کی حقیقت اور وقعت کھل جائے گی، ضرورت محسوس ہوئی تو بقیہ پر بھی تجزیاتی کلام کیا جائے گا۔

اعتراض نعرے پر یا نظریئے پر؟

آستانۂ غریب نواز پر ہوئی نعرے بازی کی دو حیثیتیں ہیں: (۱) نعرہ زنوں کا انداز (۲) نعرے بازی کے الفاظ! نعرے بازی اور نعرہ زنوں کے انداز کی اہل سنت کے کسی ایک ذمہ دار فرد نے بھی تائید نہیں کی۔

انداز یقیناً ناپسندیدہ اور قابل تردید ہے، کسی جاہل/ رافضی/ سنفضی کی بدزبانی/ ایذا رسانی کے جواب میں بھی ایسا رویہ اہل سنت کو زیب نہیں دیتا کہ ہمیں اسلاف نے بزرگوں کی بارگاہوں میں مؤدب رہنے کا حکم دیا ہے۔ مجاورین آستانہ کو بھی انداز نعرہ پر ہی اعتراض ہوتا تو یقیناً دنیائے سنیت ان کی تائید کرتی لیکن سرور چشتی نے اس سانحہ کے فوراً بعد جو ویڈیو جاری کیا اس سے یہ بات پورے طور پر صاف ہوگئی کہ سرور چشتی اور اس کے ہم نواؤں کو انداز ہی پر نہیں نعروں کے الفاظ پر بھی اعتراض ہے، یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اصل اعتراض ہی نعروں کے روپ میں ظاہر کئے گئے نظریات سے ہے جیسا کہ سرور چشتی نے ویڈیو میں سب سے پہلے یہ اعتراض کیا کہ:

"انہوں نے صدقہ معاویہ مانگا۔"

حالانکہ نعرہ زنوں نے "صدقہ معاویہ" سے پہلے "صدقہ حیدری" بھی مانگا تھا لیکن سرور چشتی کو امیر معاویہ کا صدقہ مانگنا انتہائی ناگوار گزرا، اور یہ ناگواری اس تبصرے کے روپ میں ظاہر ہوئی:

"ان لوگوں نے صدقہ معاویہ مانگا، وہ بھی علی کے لاڈلے حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی کی درگاہ پہ!"

سرور چشتی کی مانیں تو چونکہ غریب نواز اولاد علی ہیں، اس

لیے ان سے صدقہ معاویہ مانگنا جائز نہیں ہے، اگر اس دعوے کو مان لیا جائے تو خود امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی مخالفت لازم آتی ہے کہ تاریخ کے صفحات گواہی دیتے ہیں کہ مولیٰ علی کے حقیقی لاڈلوں امام حسن اور امام حسین نے بارہا امیر معاویہ کی مہمان نوازی کا لطف اٹھایا اور "ہدیہ معاویہ" بھی محبت و اپنائیت سے قبول فرمایا ہے۔

حضرت امیر معاویہ حسنین کریمین کو پانچ ہزار سے لے کر دس لاکھ/بیس لاکھ درہم تک کا ہدیہ پیش کرتے تھے، مشہور شیعہ عالم ابومخنف لوط بن یحیی الغامدی (م 170ھ) نے اپنی کتاب "مقتل الحسین" میں لکھا ہے کہ امیر معاویہ مختلف تحائف کے علاوہ حسنین کریمین کو دس لاکھ درہم بطور ہدیہ پیش کرتے تھے، شیعوں کے ایک اور بڑے عالم اور ان کی سب سے معتبر کتاب نہج البلاغہ کے شارح ابن ابی الحدید لکھتے ہیں:

"معاویہ دنیا میں پہلے شخص تھے جنہوں نے دس دس لاکھ درہم بطور عطیہ دیئے..... حضرت علی کے دونوں بیٹوں حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو ہر سال دس دس لاکھ درہم دیئے جاتے، اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو بھی دیئے جاتے۔" (ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغۃ، 11/ 265)

سرور چشتی! آنکھیں کھول کر پڑھو، بار بار پڑھو! حسنین کریمین مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حقیقی لاڈلے ہیں، جب مولیٰ علی کے حقیقی لاڈلوں کی بارگاہ میں امیر معاویہ کا ہدیہ اور تحفہ قبول کرلیا گیا تو ان کی بارہویں پشت میں پیدا ہونے والے لاڈلے کی درگاہ پر صدقہ معاویہ کیوں نہیں مانگا جا سکتا؟ یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ صدقہ معاویہ پر اعتراض کرنا حسنین کریمین کے مزاج و منہج کی مخالفت ہے۔

اب سنی اپنے سردار کی مانیں یا رافضیت کے طرف دار کی مانیں! امیر معاویہ کی نفرت میں رافضی اور سرور چشتی تقریباً ایک جیسی زبان استعمال کرتے ہیں، اس لیے ہم نے ہدیہ معاویہ پر اہل سنت کی بجائے شیعہ مکتب فکر کے حوالے نقل کئے ہیں کہ سرور چشتی اور ہم نواؤں کو یاد رہے کہ شیعہ جیسے دشمنان معاویہ نے بھی ہدیہ معاویہ کی سچائی کو قبول کیا ہے۔

حالانکہ ہدیہ معاویہ پر اہل سنت کے یہاں بھی متعدد تحقیقی روایات ہیں، تفصیل کے لیے تاریخ دمشق، البدایہ والنہایہ اور کشف المحجوب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

جاہلی عصبیت کا مظاہرہ

ایک طرف سرور چشتی اور اس کے ہم نوا "ہدیہ معاویہ" والی روایات اور حسنین کریمین کی مخالفت کرتے ہیں تو دوسری جانب اپنی فکر کو صحیح ٹھہرانے کے لیے یہ غیر اسلامی اور متعصّبانہ تبصرہ بھی کرتے ہیں:

"بنوامیہ کے نعرے بنوہاشم کے گھر پہ لگائے گئے۔"

حضرت امیر معاویہ خاندان بنوامیہ اور غریب نواز خاندان بنوہاشم سے ہیں، اس لیے سرور چشتی کو اس بات کی بھی شکایت ہے کہ بنوہاشم کے گھر میں بنوامیہ کے فرد کا ذکر کیوں کیا گیا؟ قبول اسلام سے پہلے بنوہاشم اور بنوامیہ کی آپسی شکر رنجیوں کی بنیاد پر افتراق و انتشار کی باتیں کرنا تعصب بے جا اور جاہلی عصبیت کا شرم ناک مظاہرہ ہے۔

افسوس! بغض صحابہ نے اس شخص کو جاہلی تعصب کی غلاظت تک پہنچا دیا، اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ ہرگز ایسی گندی بات زبان پر نہ لاتا، اسے معلوم ہونا چاہیے تھا کہ اگر بنوامیہ اتنے ہی خراب تھے تو بنوہاشم نے ان سے دوستیاں/رشتہ داریاں کس لیے قائم کیں؟

- نبی کریم ﷺ کے نکاح میں خاندان بنوامیہ کی بیٹی ام المومنین سیدہ ام حبیبہ بھی تھیں جو حضرت امیر معاویہ کی سگی بہن اور حضرت ابوسفیان و ہندہ کی بیٹی ہیں۔
- نبی کریم ﷺ نے اپنی تین شہزادیوں سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کا نکاح خاندان بنوامیہ میں حضرت ابوالعاص بن ربیع اور حضرت عثمان غنی رضی عنہما سے فرمایا۔
- نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سگی پھوپی زاد بہن اروی بنت کریز خاندان بنوامیہ کے بیٹے عفان بن ابوالعاص کی زوجہ اور سیدنا عثمان غنی کی والدہ تھیں۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سگی بھتیجی سیدہ ام کلثوم بنت

جعفر طیار بن ابوطالب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ابان بن عثمان سے بیاہی گئی تھیں۔

یہ تو محض چند مثالیں ہیں ورنہ ایسی درجنوں مثالیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خاندان بنو ہاشم اور خاندان بنو امیہ میں قبول اسلام کے بعد کسی طرح کا کوئی اختلاف یا تعصب نہیں تھا، دونوں خاندانوں کے درمیان قبائلی تعصب پھیلانے کا کام کبھی ابن سبا جیسے منافقوں نے کیا تھا اور آج اس کی جانشینی کا فریضہ سرور اور اس کے ہم نوا انجام دے رہے ہیں۔

سرور چشتی کو فرزند بنو ہاشم غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کا یہ اقتباس پڑھنا چاہیے جس میں آپ نے صلح امام حسن کے بعد امیر معاویہ کی خلافت کو ماننا واجب قرار دیا ہے، لکھتے ہیں کہ:

"امام حسن رضی اللہ عنہ کے صلح کرنے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت واجب ہوگئی، اس سال کا نام ''سن جماعت'' اس لیے رکھا گیا کہ مسلمانوں کا اختلاف ختم ہوگیا اور سب نے حضرت امیر معاویہ کی طرف رجوع کرلیا پھر کوئی تیسرا مدعی خلافت باقی نہ رہا۔" (غنیۃ الطالبین مترجم ص165)

یہ بھی یاد رہے کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رشتہ داریاں معرکہ کربلا سے پہلے بھی ہوئیں اور سانحہ کربلا کے بعد بھی، اس لیے سرور چشتی اختلاف بنو امیہ و بنو ہاشم والا راگ اپنے اور شیعوں تک ہی رکھے، اہل سنت میں جھوٹ پھیلانے کی کوشش نہ کرے۔

کیا یہ اسلوب مشائخ چشت سے ثابت ہے؟

سرور چشتی کے ویڈیو میں ایک بات جو سختی سے نوٹ کیے جانے لائق ہے، وہ صحابی رسول امیر معاویہ کے متعلق نہایت بدتمیزی اور بے ہودہ اسلوب ہے، سرور چشتی اور اس کے حامی مشائخ چشت سے یہ اسلوب اور لہجہ ثابت کرسکتے ہیں؟ ایک طرف خود کو مظلوم اور بے قصور دکھانے کی ایکٹنگ کرنا، غریب نواز کی خدامی کے نام پر عوام اہل سنت سے نذرانے وصولنا اور دوسری جانب نسبت رسالت کو پامال کرتے ہوئے ایک ایسے صحابی کی شان میں بے ادبی کرنا جس کو نواسہ رسول امام حسن نے خلیفہ بنایا، جن کے ہاتھ پر امام حسن نے لوگوں سے بیعت کرائی، جن کی مہمان نوازی کا لطف اٹھایا، ان کے پیش کردہ ہدایا اور تحائف قبول کئے، انہیں امیر المومنین مانا اور منوایا۔

کیا ایسی ذات پر اس بازاری لہجے میں بات کرنے پر بھی اہل خانقاہ اور مشائخین خاموش رہیں گے؟ کیا ایک صحابی کی حرمت ذاتی مفادات سے زیادہ عزیز ہے؟

یہ سوال انجمن سیدزادگان اور خدام آستانہ سے جواب چاہتا ہے کہ کیا سیدنا غریب نواز اور مشائخ چشت نے امیر معاویہ کے متعلق یہی ہلکا لہجہ اور گھٹیا اسلوب اختیار کیا تھا؟ اگر نہیں تو پھر آستانہ غریب نواز کے سیکرٹری جیسے اہم منصب پر بیٹھنے والا شخص اس دیدہ دلیری کے ساتھ حرمت صحابہ پر کس طرح حملے کر رہا ہے۔

اب تک اس کی زبان بندی کیوں نہیں کی گئی؟ اتنے اہم معاملے پر انجمن کے ذمہ داران کس لیے خاموش ہیں؟ اگر حرمت صحابہ جیسے معاملے پر بھی مشائخ خاموش رہتے ہیں تو عوام اہل سنت میں یہی پیغام جائے گا کہ سرور چشتی کی بدتمیزی کو سبھی خدام کی حمایت حاصل ہے، اس لیے آستانہ غریب نواز کے ذمہ داران سامنے آئیں اور سرور چشتی کی ہفوات پر لگام لگائیں اور توہین صحابہ کی پاداش میں اسے برطرف کرکے کسی صحیح العقیدہ شخص کو اس منصب پر مقرر کریں۔

سیکولر حضرات کا رویہ

سانحۂ اجمیر کے فوراً بعد ہی کچھ نازک مزاج حضرات نے آداب مزارات کی تلقین و تاکید کا سلسلہ شروع فرمادیا جو کہ ان کا حق بھی تھا مگر اس سانحہ کے بعد جس بے باکی کے ساتھ حرمت صحابہ کو پامال کیا گیا اس پر نازک مزاجوں کی خاموشی نے ان کے دعویٰ آداب پر سوالیہ نشان لگادیئے ہیں: ؎

کچھ تو کہیے کہ لوگ کہتے ہیں
خامشی ان کی مجرمانہ ہے

نعرہ زنوں کا رویہ اگر آداب درگاہ کے خلاف تھا تو حرمت صحابہ پر حملہ زنی اس سے زیادہ خطرناک ہے لیکن یار لوگوں کی سیکولر مزاجی کی داد دینا ہوگی کہ نعرہ زنوں کی بقیہ ص ۳۱ پر

از: مفتی مشتاق احمد امجدی*

کثرت طلاق کی وجوہات اور ان کا شرعی حل

اسلام کا منشا یہ ہے کہ جب ایک مسلم جوڑا رشتۂ ازدواج سے منسلک ہو تو ہر ممکن نباہ کی کوشش کی جائے، میاں بیوی نکاح کی گرہ میں قائم رہ کر نکاح کے دینی و دنیاوی فوائد و مصالح حاصل کریں، اللہ و رسول کی رضا کے طالب ہو کر ایک باوقار اور کامیاب زندگی گزاریں اور ہر اس چیز سے اجتناب و پرہیز کریں جس سے اس رشتہ میں کسی قسم کی کمزوری اور خلل پیدا ہو اور نکاح کے مصالح و برکات سے محرومی ہاتھ آئے البتہ جب کسی طرح اس پاکیزہ رشتہ میں کجی پیدا ہو جائے اور میاں بیوی میں نااتفاقی اور ناچاقی بڑھنے لگے خواہ یہ نااتفاقی مرد کی جانب سے ہو یا عورت کی طرف سے، جہاں تک ہو سکے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کو دور کیا جائے اور اگر کسی طرح اس کی اصلاح ممکن نہ ہو اور ایسی صورت میں خطرہ ہو کہ اگر بدستور رشتۂ نکاح میں بندھے رہے تو یہ حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے اور نکاح کے مقاصد فوت ہو جائیں گے تو ان کی عدم موافقت اور باہمی نفرت کے باوجود ان کو نکاح میں رہنے پر مجبور کرنا بھی اسلام کو پسند نہیں، ایسی صورت میں مرد و عورت، ان کے رشتہ داروں اور معاشرہ کے دیگر افراد کی بہتری اور مصلحت اسی میں ہے کہ عقد نکاح کو باقی نہ رکھا جائے۔

اگر منافرت عورت کی طرف سے ہو تو اللہ عزوجل نے اس کی اصلاح کے درج ذیل رہنما اصول عطا فرمائے ہیں، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

''وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا۔[سورۂ نساء، آیت ۳۴] اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور (نہ سمجھنے کی صورت میں) ان سے الگ سوؤ اور (پھر نہ سمجھنے پر) انہیں مارو پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو (اب) ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو۔'' (کنزالایمان)

مذکورہ آیت کریمہ میں نافرمان بیوی کی اصلاح کے لیے تین انفرادی کوششوں کا تذکرہ کیا گیا ہے اگر ان تینوں انفرادی کوششوں میں سے کسی کے ذریعے نافرمان بیوی فرماں بردار نہ ہو تو پھر اجتماعی طریقۂ اصلاح کی تعلیم کرتے ہوئے رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا۔[سورۂ نساء، ۳۵] اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا بے شک اللہ جاننے والا، خبردار ہے۔''

اوپر ذکر کردہ دونوں آیات طیبات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح و عیاں ہوتا ہے کہ اگر میاں بیوی میں عداوت اور پھوٹ پڑ جائے تو اس کا حل صرف طلاق نہیں ہے بلکہ طلاق سے پہلے بھی اصلاح کے کئی طریقے ہیں جن کے ذریعہ نفرت محبت میں تبدیل کی جا سکتی ہے، ہاں اگر ان طریقوں سے بھی اصلاح نہ ہو سکے تو اب میاں بیوی میں تفریق و جدائیگی سے چارہ نہیں۔

معزز قارئین! مندرجہ بالا شرعی آداب معاشرت اور ازدواجی اصول و قوانین سے آپ پر بخوبی عیاں ہو چکا ہوگا کہ اسلامی نقطہ نظر سے طلاق ایک دفاعی نظامِ قدرت ہے جو صرف وقت ضرورت ہی استعمال کیا جا سکتا ہے، اگر بلا ضرورت طلاق دی جائے تو اگرچہ طلاق پڑ جائے گی مگر یہ قانونِ فطرت سے بغاوت

* مضمون نگار ازہری دارالافتا امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک کے مفتی ہیں۔

ہوگی ،اس کے نقصانات سے دوچار ہونا پڑے گا ، جب تک معاشرہ کے افراد ورجال اللہ کے قانونِ فطرت پر عمل پیرا رہے وہ معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ،خیر وخوبی کا سرچشمہ اور فوز وفلاح کا مرکز بنا رہا،ایسے مثالی معاشرہ کے افراد کی عائلی زندگیاں ہمارے لیے صبح قیامت تک مشعل راہ اور نمونۂ عمل ہیں۔

لیکن آج حالات اس قدر ناگفتہ اور خستہ ہو چکے ہیں کہ عصر حاضر میں طلاق ایک فیشن اور کھیل بن چکی ہے،آئے دن طلاق کے قصے سننے میں آتے ہیں،طلاق کی کثرت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ دارالافتا اور دارالقضا طلاق وخلع کے مسائل اور میاں بیوی میں تفریق وجدائی گی کے حوادثات واقعات میں سے بھرے پڑے ہیں،معمولی معمولی باتوں پر طلاق ہوجانا عام سی بات ہوگئی ہے،دن بدن طلاق کا یہ بڑھتا ہوا تناسب ہمارے لیے ایک بہت بڑا لمحۂ فکریہ اور تازیانہ عبرت ہے،ایسے سنگین حالات میں اس کے اسباب وعلل اور محرکات وعوامل تلاش کرنا اور ان کا شرعی ودینی حل پیش کرنا ہمارا ایمانی ،اخلاقی اور معاشرتی و سماجی فریضہ ہے،ذیل میں تلاش وجستجو اور قیاس واستقرا سے چند اسباب وعوامل کی نشان دہی کی جاتی ہے اور ساتھ ہی ان کا شرعی حل بھی نذر قارئین کیا جاتا ہے،اصحاب نظر سے امید کی جاتی ہے کہ وہ اسے بنظر استحسان دیکھیں گے اور بے جا تنقید کا نشانہ بنانے سے گریز کریں گے اور اصلاح سے نوازیں گے اور فقیر کی طرف سے مشکور ہوں گے۔

(۱) اسلامی تعلیم وتربیت نہ ہونا

ہر قسم کی بھلائی اور ہر طرح کی فلاح وترقی صرف دینی تعلیم اور اسلامی تربیت پر موقوف ہے،دینی تعلیم وتربیت کے بغیر کسی قسم کی کامیابی پالینا ایک مشکل امر ہے،جہاں والدین اپنے بچوں کے ظاہر کو سنوارنے اور نکھارنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں اور ان کی ضروریات زندگی پورے کرنے میں خوب محنت کرتے ہیں وہیں ماں باپ کی یہ بھی بڑی اہم ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کو دینی تعلیمات اور اسلامی اخلاق وآداب مثلاً کھانے پینے، ہنسنے بولنے،اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے وغیرہ کے آداب سے بھی روشناس کرائیں،بچوں کو سورہ مائدہ کی تعلیم اور بچیوں کو سورۂ نور کی تعلیم دیں،خاص بیٹیوں کو شادی کے بعد شوہر کی اطاعت و فرمابرداری کی اہمیت بتائیں ،بچوں کے دلوں میں خوف خدا، عشق رسول اور فکر آخرت راسخ ومضبوط کریں تاکہ وہ جہاں کہیں رہیں ایک باوقار اور باکردار فرد کی حیثیت سے کامیاب زندگی بسر کریں،اولاد کی ناقص تربیت اور دینی ماحول میں ان کی پرورش نہ کرنے کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ آج کا نوجوان طبقہ انگریزی تعلیم کے ساتھ انگریزی تہذیب میں بھی خوب ترقی کررہا ہے اور دنیاوی رنگ رَلیوں میں اچھی طرح رنگتا چلا جاتا ہے۔

شادی تو خوب دھوم دھام سے کرتا ہے مگر شادی شدہ زندگی گزارنے کا صحیح طریقہ اور میاں بیوی کے حقوق وفرائض کا علم نہ ہونے کے سبب رشتۂ نکاح کی نزاکتوں کو نہیں سمجھ پاتے ہیں نتیجۃً زیادہ دنوں تک نکاح کے فوائد ومصالح حاصل نہیں کرپاتے اور پھر بہت جلد دونوں میں تفریق وجدائیگی ہوجاتی ہے،دور جدید میں طلاق کی بہتات کا یہ سب سے بڑا اور بنیادی سبب ہے۔

(۲) ایک دوسرے کے حقوق پورے نہ کرنا

پیغمبر اسلام نے ایک پرامن معاشرہ کی تشکیل کے لیے جو رہنما اصول مقرر کیے ہیں ان میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سماج کے جملہ افراد کے حقوق معین فرما کر ان کی ادائیگی کی تاکید کرتے ہوئے یہ کلی ضابطہ ارشاد فرمادیا:

”فاعطوا کل ذی حق حقہ۔یعنی ہر حق والے کو اس کا حق دو۔“

جب تک پیغمبر اسلام کے اس پرامن قانون پر عمل ہوتا رہا سماج میں کسی قسم کی بے چینی وبدامنی پیدا نہ ہوئی اور جب جب اس سے روگردانی کی گئی تب تب معاشرہ میں فساد وبگاڑ پیدا ہوا۔

اسلامی نقطۂ نظر سے میاں بیوں کے اوپر ایک دوسرے کے کچھ حقوق وفرائض ہیں جب تک دونوں خوش اسلوبی سے ایک دوسرے کے حقوق پورے کرتے رہیں گے زندگی میں تلخی پیدا نہ ہوگی ،ہنسی خوشی سے پورا گھر روشن مستقبل کی طرف رواں

دواں رہے گا، بہت سے مرد وعورت ایک دوسرے کے حقوق سے باخبر نہیں ہوتے اور بہتوں کو حقوق زوجین کا علم تو ہوتا ہے مگر اس کی ادائیگی میں سستی و کوتاہی کرتے ہیں، جس سے زندگی میں تلخیاں شروع ہوجاتی ہیں بلکہ بسا اوقات یہی تلخیاں میاں بیوی میں جدائیگی کا سبب بن جاتی ہیں، لہذا میاں بیوی کو اچھی طرح اپنے اوپر عائد ہونے والے حقوق جاننے چاہیے اور انہیں پوری دیانت داری سے ادا کرتے رہنے کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔

(۳) ناجائز مطالبات

''بے جا مطالبات'' عورتوں کی جانب سے پایا جانے والا بہت بڑا اور اہم سببِ طلاق ہے، یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جس عورت کو چٹخارے اور شوق اڑانے کی مذموم عادت ہو اور کھانے، پینے، پہننے اوڑھنے میں فضول خرچی کی لت لگی ہو ایسی عورت بار بار اپنے شوہر سے بے جا مطالبات کرتی ہے اور اس کے ناجائز مطالبات پورے نہ ہونے پر وہ عورت طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا ہوتی چلی جاتی ہے مثلاً کبھی اپنے خاوند کے مال میں خیانت و چوری کی مرتکب ہونا اور کبھی دوسروں سے قرض لے کر شوہر کو مقروض بنانا وغیرہ، ایسی عورت کی زبان پر سدا ناشکری کے الفاظ ہوتے ہیں اور شکوہ وشکایت اس کا عام شیوہ بن جاتا ہے نتیجۃً مرد اپنی بیوی کی ناشکریوں کی تاب نہ لا کر اس سے جدائی ہی میں عافیت سمجھتا ہے اور پھر بات طلاق تک پہنچتی ہے۔

اس لیے عورت کو ہمیشہ قناعت پسند، سلیقہ شعار، شوہر کے مال کا محافظ اور شوہر کی آمدنی کو مدنظر رکھ کر اخراجات کرنے والی ہونا چاہیے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد عالی شان سے واضح ہوتا ہے اللہ رب العزت جل وعلا ارشاد فرماتا ہے:

''فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ۔[سورۂ نسا، آیت ۳۴] تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں، خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا۔'' [کنز الایمان]

اور یہی سچ وحق ہے کہ جو عورت اپنی زندگی میں ان خوبیوں کو اپنائے گی اور بے جا مطالبات سے خود کو محفوظ رکھے گی وہ ہمیشہ خوش وخرم، شاد وآباد اور شوہر اور اس کے اہل خانہ کی نظر میں محبوب ومقبول ہوگی، بلکہ اس کی زندگی اس معاشرہ کی دوسری عورتوں کے لیے نمونۂ عمل ہوگی۔

(۴) مرد سے بدزبانی کرنا

میاں بیوی میں کسی بات یا کسی چیز کو لے کر تکرار عام سی بات ہے اور فطری تقاضا بھی، جس سے بچ پانا اور خود کو بچالینا ممکن نہیں تاہم ایسے موقع پر ایک دوسرے کا ضد پر اتر آنا خصوصاً بیوی کو اپنی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرنا اور شوہر سے بدزبانی کر بیٹھنا اور اس کے احترام وعظمت کا خیال نہ رکھنا نہایت مہلک اور خطرناک ہے جس سے ایک غیور وباحیا مرد سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہے اور ایسی بدزبان عورت سے علاحدگی ہی میں عافیت سمجھتا ہے اور طلاق کی نوبت آتی ہے لہذا جب کبھی میاں بیوی میں کسی بات پر یا اور کسی سلسلے میں بحث وتکرار ہو تو عورت اپنی زبان پر کنٹرول رکھے، ادب وتہذیب کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑے اور ہر حال میں شوہر کی عزت نفس کا بھرپور خیال رکھے، بزرگوں سے منقول ہے کہ شادی شدہ عورت کے لیے صبر وضبط کامیابی اور سرخروئی کی ضمانت ہے۔

(۵) ایک دوسرے کے گھر والوں کی عزت نہ کرنا

ایک مثالی اور صالح معاشرہ کی بڑی علامت یہ ہے کہ اس میں چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی تعظیم کی جائے، اسی کو حسن سلوک سے بھی تعبیر کرتے ہیں، حسن سلوک بندۂ مومن کا وہ اصلی اور حقیقی زیور ہے جس کی چمک ودمک سے مومن کی پوری زندگی جگمگاتی ہے، دینی ودنیاوی صلاح وفلاح اس پر مضمر ہے، پیغمبر اسلام نے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا۔
یعنی جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور (جو چھوٹا) بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔''

یعنی ہمارے معاشرے سے نہیں، بعض مرد وعورت حسن سلوک کی دولت سے محروم ہوتے اور وہ ایک دوسرے کے اہل خانہ، رشتہ دار اور اہل قرابت سے بدتہذیبی اور بے عزتی کا برتاؤ

کرتے ہیں اوران کے ساتھ حسن سلوک سے پیش نہیں آتے بسا اوقات یہی چیز دونوں میں جدائی کا سبب بن جاتی ہے، ایک اسلامی اور دینی معاشرہ کے افراد کو چاہیے کہ شفقت ورواداری کو لازم پکڑے، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت کرے تو یقیناً ہمارا گھر گھرانا خوشیوں سے لبریز ہوجائے گا اور ہم سب اس شعر کے حقیقی مصداق بن جائیں گے، کسی نے کیا ہی خوب کیا ہے ؎

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

(۶) بدگمانی، شکوک وشبہات اور جاسوسی

''بدگمانی اور جاسوسی'' طلاق کے اسباب میں ایک اہم ترین سبب ہے بعض مرد وعورت اس کے سخت مرتکب ہوتے ہیں مثلاً بعض مرد اپنی عورت کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور بغیر شرعی ثبوت کے یہ سمجھتا ہے کہ میری بیوی کا شاید کسی دوسرے مرد سے کوئی ناجائز تعلق ہے اسی طرح اپنے خاوند کے متعلق عورت بد گمانی کرتی ہے اور شکوک وشبہات اور دوسروں کی سنی سنائی باتوں پر دھیان دیتی ہے جو اکثر وبیشتر طلاق کا سبب بن جاتا ہے جبکہ اسلام بدگمانی اور جاسوسی سے سخت اجتناب کی تاکید کرتا ہے اور کھلے الفاظ میں ان کی مذمت بیان کرتا ہے چناں چہ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا-[سورۂ حجرات، آیت ۱۲] یعنی اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈھو۔'' (کنزالایمان)

پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث-[بخاری شریف] خود کو بدگمانی سے بچاؤ کیوں کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہوتا ہے۔''

غرض کہ میاں بیوی کے خوش گوار تعلقات اور ایک دوسرے کی شادی شدہ کامیاب زندگی کے لیے ہر ایک کا دوسرے پر کامل اعتماد اور مکمل بھروسہ کرنا ازحد ضروری ہے ورنہ اس کے ہولناک انجام سے ایک دوسرے کو سخت دوچار ہونا پڑے گا جیسا کہ عام مشاہدہ ہے۔

(۷) والدین کی بے جا محبت

والدین کو اپنی اولاد سے محبت ہونا ایک فطری بات ہے لیکن ہر کام کی طرح اس میں بھی میانہ روی اور اعتدال اسلام کو محبوب وپسندیدہ ہے، افراط وتفریط نقصان اور خسارے کے موجب ہیں، بعض والدین شادی کے بعد اپنی بیٹی سے حد درجہ محبت کرتے ہیں اور اسی محبت میں یہ سبق بھی پڑھاتے ہیں کہ دیکھ سسرال میں کسی کے ماتحت یا کسی کی نوکرانی بن کر مت رہنا بلکہ اپنے خاندانی رعب ودبدبہ کے ساتھ رہنا اور اگر کسی قسم کی کوئی بات ہو تو فوراً اس کی اطلاع دینا پھر دیکھنا ہم ان کا کیا کرتے ہیں اس طرح اول دن سے ہی اپنی بیٹی کو جری اور بہادر بنا کر بھیجا جاتا ہے اور پھر جب معمولی سی کوئی بات ہوتی ہے تو بیٹی فوراً اس کی اطلاع اپنے والدین کو دیتی ہے جس کے سب لڑکی کے والدین اپنے داماد اور اس کے اہل خانہ پر اپنا بے جا رعب دکھاتے ہیں، بعض بے توفیق ماں باپ اپنی لڑکی کو بھاگ کر گھر آجانے کا مشورہ بھی دیتے ہیں اس طرح جب ایک مرد اپنے سسرال والوں کی بے اعتدالی اور اپنی اور اپنے اہل خانہ کی بے عزتی محسوس کرتا ہے تو نا چاہتے ہوئے بھی وہ طلاق دے بیٹھتا ہے۔

لہٰذا ہر والدین کو چاہیے کہ اپنی بیٹی سے محبت کریں اور ضرور کریں لیکن اعتدال کی حد تک، اس سے تجاوز نہ کریں ورنہ آپ کی بے اعتدالی کی وجہ سے آپ کی بیٹی کا گھر اجڑ سکتا ہے جس سے نہ صرف آپ کی بیٹی کا سکون غارت وبرباد ہوگا بلکہ آپ بھی دور نہ ہونے والی پریشانی میں مبتلا ہوں گے، ہمارے سماج میں اس قسم کی مثالیں بکثرت موجود ہیں: فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(۸) بیوی کے مناسب اخراجات پورے نہ کرنا

اللہ تعالیٰ نے فطرۃً عورت کو صنف نازک اور مرد کو طاقت ور اور توانا بنایا ہے اور اسی فطرت کے مطابق ہر ایک پر الگ الگ ذمہ داری عطا فرمائی، عورتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اندرون خانہ کے امور کی دیکھ بھال کرے، بچوں کی پرورش وپرداخت پر کامل

دھیان دے اور مرد کو یہ ڈیوٹی دی گئی ہے کہ حلال مال کما کر خود اپنی اور بیوی بچوں کی کفالت کرے، اپنی حیثیت کے مطابق ان کے مناسب کھانے پینے، پہننے اوڑھنے میں اپنا مال خرچ کرے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ-[سورۂ نساء، آیت ۳۴] یعنی مرد افسر ہے عورتوں پر اس لیے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لیے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کیے۔'' [کنزالایمان]

سنن ابوداؤد میں ہے:

''عن معاویۃ قال: اتیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال قلت یاتقول فی نسائنا قال: اطعموھن مماتاکلون واکسوھن مماتکتسون۔ یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ہماری بیویوں کے حقوق کے بارے میں کیا فرماتے ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کھاؤ تو اس کو کھلاؤ اور جب تم پہنو تو اس کو پہناؤ۔''

[ابوداؤد شریف، کتاب النکاح، باب فی حق المراۃ علی زوجھا، ج ۱ ص ۲۹۲]

مگر کچھ ناعاقبت اندیش مرد تنہا خوری کے عادی ہوتے جو صرف اور صرف اپنے اوپر خرچ کرتے ہیں، بیوی بچوں کے اخراجات کا مناسب بندوبست نہیں کرتے، ہزار فہمائش کے باوجود جب ایسا مرد اپنی اصلاح نہیں کرتا تو عورت اس سے جدائی پر آمادہ ہوتی ہے بلکہ بسا اوقات جدائی واقع ہو جاتی ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی ذمہ داری کا احساس کریں اور اپنے اوپر خرچ کرنے کے ساتھ اپنے اہل وعیال پر بھی حسب استطاعت خرچ کریں اور تنہا خوری کی مذموم عادت کو ترک کریں۔

(۹) طعنہ زنی

انسان خطا کا پتلا ہے اسی لیے انسان ہی سے غلطی ہوتی ہے، کسی کی غلطی پر اس کی مناسب اصلاح ہونی چاہیے مگر بہت سے مردوں اور عورتوں کو بات بات پر ایک دوسرے کو طعنہ دینے کی عادت سی ہو جاتی ہے، طعنہ دینا وہ مذموم عادت ہے جو بہت بار انتہائی مہلک اور خطرناک ثابت ہوتی ہے، بہت سے حریص اور لالچی شوہر اور بسا اوقات شوہر کے اہل خانہ سامان جہیز کم ملنے پر اس قدر لعن طعن کرتے ہیں کہ عورت کا جینا دوبھر ہو جاتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ اس نے سامان جہیز سے شادی کی ہو یا سامان جہیز کے لیے ہی پروان چڑھا ہوئے، ایسے میں ایک عورت سکون کی سانس لینے کے لیے علاحدگی اختیار کر لیتی ہیں اور دونوں کا گھر اجڑ جاتا ہے، لہٰذا ہر مرد وعورت کو چاہیے کہ طعنہ زنی کے نقصانات سے بچنے کے لیے، عفو ودرگذر اور حسن اخلاق کا مظاہرہ کرے خصوصاً مرد کے اہل خانہ اس پر کامل توجہ دیں۔

(۱۰) بیوی کو بے سبب زدوکوب کرنا

پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو مارنے پیٹنے اور کسی بھی قسم کی تکلیف پہنچانے سے منع فرمایا اور ایسے لوگوں کو ''برے لوگ'' قرار دیا، خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لیے نمونہ ہے کہ آپ نے کبھی اپنی بیویوں میں سے کسی پر کبھی اپنا ہاتھ نہیں اٹھایا ہاں مخصوص صورتوں میں بیوی کو بغرض اصلاح معمولی پٹائی کی اجازت ہے مگر کچھ ناہنجار مرد اس قدر ظالم وجابر، اخلاق ومروت سے عاری اور نفس کے غلام ہوتے ہیں جو بات بات پر اپنی بیوی کو تختۂ مشق بناتے ہیں، خوب زدوکوب کرتے ہیں اور ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے ہیں لاچار عورت مجبور ہو کر اس سے علاحدگی حاصل کر لیتی ہے، جو لوگ بے جا اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھاتے ہیں انہیں اس حدیث شریف سے سمجھ حاصل کرنی چاہیے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم نے فرمایا:

''لا یجلد احدکم امرأتہ جلد العبد ثم یمجامعھا فی آخر الیوم۔[بخاری شریف، کتاب النکاح، باب ما یکرہ من ضرب النساء، ج ۲ ص ۱۸۴] یعنی تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو اس طرح نہ پیٹنے لگے جس طرح غلام کو پیٹا جاتا ہے اور پھر دوسرے دن جنسی میلان کی تکمیل کے لیے اس کے پاس

جائے۔"

(۱۱) موبائل کا غلط استعمال

یہ ایک مسلم الثبوت حقیقت ہے کہ موبائل آج کل ہماری زندگی کا ایک لازمی حصہ بن چکا ہے، اس کے فوائد سے بھی کسی کو انکار کی گنجائش نہیں تاہم اس کے نقصانات اس کے فوائد پر غالب ہیں، خصوصاً اس کی وجہ سے انسانی اقدار اور اسلامی اخلاق وآداب میں جو گراوٹ اور بدتری پیدا ہوئی ہے وہ ناقابل بیان ہے، عوام تو عوام بعض خواص بھی جس سینما بینی کو پہلے معیوب سمجھتے تھے اور خلاف شرع جانتے تھے، اب اس پر اسلامی سیریل کا خوبصورت لیبل لگا کر نہ صرف تنہائی میں دیکھنا بلکہ اپنے افراد خانہ میں اجتماعی نمائش سے ذرا برابر بھی نہیں ہچکچاتے، اس سیریل بینی نے بالعموم سب کو اور بالخصوص خواتین کو انسانی ہمدردی اور رشتوں کی نزاکت سے غافل و بے بہرہ کر دیا ہے، جس کے سبب اکثر گھروں میں ساس بہو، میاں بیوی اور نند بھوجائی وغیرہ میں اَن بَن لگی رہتی ہے بالآخر بات طلاق تک پہنچتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ دینی حمیت وغیرت کا مظاہرہ کریں، خود بھی اس بلا سے دور رہیں اور اپنے بچوں کو بھی دور رکھیں، خالی اوقات میں سیریل کی جگہ محافل درود سجائیں یا صالحین وصالحات کی حکایات پر مشتمل کتابیں پڑھیں یا کسی اور نیک کام میں اپنی مصروفیت رکھیں۔

کثرت طلاق کے یہ چند اسباب قدرے اختصار کے ساتھ بیان ہوئے، امید ہے کہ اگر ان اسباب پر دھیان دیا گیا اور اسے دور کرنے کی کوشش کی گئی تو ہمارے سماج سے کثرت طلاق کی یہ وبا ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گی اور چین وسکون ہمارے معاشرہ کا مقدر ہوگا، اللہ تعالیٰ ہمیں عقل سلیم کی دولت سے نوازے اور ہمارے سماج ومعاشرہ سے اس بیماری کا خاتمہ فرمائے، آمین یارب العالمین۔

◆◆◆

ص ۴۱ کا بقیہ.....

سے ڈرتا ہے، دوزخ سے نہیں (رب تعالیٰ سے نہ ڈرنے کی جو بات کی ہے، اس کا منشا یہ ہے کہ) عذاب الٰہی میں ظلم سے نہیں ڈرتا، یعنی اسے اطمینان ہے کہ اللہ پاک اس کے ساتھ ظلم نہیں کرے گا (مردار کھانے کا مطلب) وہ مچھلی اور ٹڈی کھاتا ہے (جنہیں مر جانے کی صورت میں بھی کھانا جائز ہے اور وہ جو اس نے کہا کہ بغیر قرأت اور بلا رکوع و سجود کی نماز پڑھتا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ) وہ جنازہ کی نماز کے بارے میں کہتا ہے (رہ گئی بن دیکھے گواہی کی بات! تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ) وہ توحید یعنی رب تعالیٰ کے ایک ہونے کی گواہی، بغیر دیکھے دیتا ہے (حق کو ناپسند کرنے کا مطلب) وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور وہ حق ہے (فتنہ سے محبت کرنے کا مطلب) وہ مال اور اولاد سے محبت کرتا ہے اور وہ دونوں فتنہ ہیں۔"

اتنا سن کر وہ آدمی، جس نے سوال کیا تھا، اٹھ کھڑا ہوا، اور سیدنا امام کا سر مبارک چوم لیا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہ برتن ہیں، جو علم سے بھرا ہوا ہے۔

(الاشباہ والنظائر، جلد سوم ص 368-369)

نوٹ: کسی بندے کا یہ کہنا کہ "میں جنت کی امید نہیں رکھتا" اس کا ایک غلط مطلب بھی ہو سکتا ہے، یعنی یہ کہ "میں خدا کی رحمت کی امید نہیں رکھتا" اور یہ رحمت خداوندی سے ناامیدی ہے، لہٰذا ایسا جملہ بولنا جائز نہیں، اشباہ کی شرح "غمز عیون البصائر" میں ہے:

"قال فی الفتاوی الظهیریه لکن فی هذه العبارة ضرب من الاستبعاد لا یجوز استعمالها- سیدنا امام نے سائل کے سوال کا مطلب بتایا تھا، استعمال کی اجازت نہیں دی تھی۔"

◆◆◆

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کر کے مطلع فرمائیں تاکہ محکمۂ ڈاک میں شکایت کر کے رسالہ پہنچایا جا سکے۔

(از: مفتی جمیل احمد قادری*

امام اعظم اور تین عورتیں

سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین عورتوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ایک نے مجھے دھوکا دیا، دوسری نے فقہی مسئلہ سکھایا اور تیسری نے متقی بنا دیا، دھوکا دینے والی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں راہ چل رہا تھا، ایک عورت نے میری طرف اشارہ کر کے، راستے میں پڑی ہوئی ایک چیز کی طرف توجہ دلائی، مجھے لگا وہ گونگی ہے، اس لیے اشارے سے اپنا پڑا ہوا سامان اٹھوا رہی ہے، جب میں نے وہ چیز اٹھا کر اسے دینا چاہی، تو وہ بولی کہ:

"یہ کسی کا گرا ہوا سامان ہے، اپنے پاس باحفاظت رکھیے اور مالک تک پہنچا دیجئے گا۔"

راستے میں پڑے ہوئے سامان کے بارے میں بہار شریعت میں ہے کہ:

"ملتقط (یعنی اٹھانے والے) پر تشہیر لازم ہے، یعنی بازاروں اور شارع عام (عام راستوں) اور مساجد میں اتنے زمانہ تک اعلان کرے، کہ ظن غالب ہو جائے کہ مالک اب تلاش نہ کرتا ہوگا، یہ مدت پوری ہونے کے بعد اسے اختیار ہے کہ لقطہ (گری ہوئی چیز) کی حفاظت کرے، یا کسی مسکین پر تصدّق کر دے، مسکین کو دینے کے بعد اگر مالک آ گیا، تو اسے اختیار ہے کہ صدقہ کو جائز کر دے، یا نہ کرے، اگر جائز کر دیا، ثواب پائے گا اور جائز نہ کیا، تو اگر وہ چیز موجود ہے، اپنی چیز لے لے اور ہلاک ہو گئی ہے تو تاوان لے گا۔" (حصہ 10 صفحہ 475 المدینۃ العلمیہ)

اس عورت نے اپنے سر اتنا بڑا جھمیلا نہ پال کر، حضرت امام کے سر ڈال دیا، زبان سے نہ بولی کہ بات شاید حقیقت کھل جاتی، امام المسلمین کی آنکھوں میں دھول جھونکنا آسان نہ تھا، لہٰذا اس عورت نے اشارے کا استعمال کر کے اپنا مدعا حاصل کیا، اسی لئے حضرت امام نے فرمایا کہ" خدعتنی امرأۃ- مجھے ایک عورت نے دھوکا دیا۔"

دوسری کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے مجھ سے حیض کے بارے میں ایک ایسا مسئلہ پوچھا، جو مجھے معلوم نہ تھا، تو اس نے ایک ایسی دانائی کی بات کہی، جس کی وجہ سے میں مسئلہ جان لیا، امام کے الفاظ ہیں:

"فقالت قو لا تعلمت الفقه من اجله"

تیسری عورت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں ایک راستے سے گزر رہا تھا، تو ایک عورت نے میری طرف اشارہ کر کے دوسری سے کہا کہا کہ یہ وہ شخص ہے، جو عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتا ہے، تو میں نے ارادہ کر لیا اور وہی میرا معمول بن گیا، امام کے الفاظ ہیں" فتعمدت ذالک حتی صار دابی"

کسی نے سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں مسئلہ پوچھا، جس کا کہنا تھا کہ:

"میں جنت کی امید نہیں رکھتا، جہنم سے نہیں ڈرتا، اور نہ خدا سے خوف کھاتا ہوں، مردار کھاتا ہوں، بغیر قرأت کے نماز پڑھتا ہوں، نماز میں رکوع سجدہ بھی نہیں کرتا، بغیر دیکھے گواہی دیتا ہوں، حق کو ناپسند کرتا ہوں، فتنہ سے محبت ہے۔"

حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب نے کہا: اس شخص کا معاملہ مشکل بھرا ہے، امام نے فرمایا کہ (اس کی باتوں کی تاویل ہو سکتی ہے، اس نے کہا کہ:

"جنت کی امید نہیں رکھتا، اس کا مطلب یہ ہے کہ) وہ اللہ تعالیٰ کی امید رکھتا ہے، جنت کی نہیں (یہ جو کہا کہ دوزخ سے نہیں ڈرتا، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ) اللہ بقیہ ص ۴۰ پر

از: مولانا مجتبیٰ اشرف عظیم آبادی*

عظمت امام اعظم ابوحنیفہ

اسلاف و اخلاف

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ایک روایت کے مطابق ۷۰ھ اور دوسری روایت کے مطابق ۸۰ھ میں کوفہ میں ہوئی، آپ کا نام نعمان اور کنیت ابوحنیفہ ہے اور والد محترم کا نام ثابت، عربی میں نعمان اس خون کو کہتے ہیں کہ جس خون پر مدار حیات ہوتا ہے اور فقاہت میں آپ اسی خون کی طرح اعلیٰ مقام پر فائز ہیں کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا (الناس فی الفقہ عیال ابی حنیفۃ) فقہ میں سب لوگ ابوحنیفہ کے محتاج ہیں، آپ کی کنیت ابوحنیفہ کی توجیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ کا حلقۂ درس بہت وسیع ہوتا تھا طلبہ کے لئے وقف کی چار سو دواتیں ہمیشہ ہوتی تھیں اور اہل عراق دوات کو حنیفہ کہتے تھے اس لئے آپ کو ابوحنیفہ یعنی دوات والے کہا گیا۔

بعض نے کہا کہ آپ کی حنیفہ نام کی ایک شاہزادی تھیں جن کی وجہ سے آپ کو ابوحنیفہ کہا گیا، آپ کے پیدا ہونے کی خوشخبری سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی عطا فرمادی تھی جیسا کہ علامہ موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۵۷۸) اپنی کتاب مناقب امام اعظم ابوحنیفہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری امت میں ایک مرد پیدا ہوگا جس کا نام ابوحنیفہ ہوگا وہ قیامت کے دن میری امت کا چراغ ہوگا۔''

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ''تبییض الصحیفۃ'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری امت میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جسے نعمان کہا جائے گا اور اس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی وہ اللہ کے دین اور میری سنت کو زندہ کرے گا۔''

آپ کے پوتے اسماعیل بن حماد فرماتے ہیں کہ ہمارے دادا امام اعظم ابوحنیفہ کے دادا زوطا اپنے بیٹے اور امام اعظم کے والد ثابت کو لے کر سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے اور ان کی اولاد کے لئے برکت کی دعا فرمائی، اسی دعا کی برکت ہیں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ! خطیب بغدادی ابو یحییٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت ابوحنیفہ کو کہتے ہوئے سنا کہ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کھود رہا ہوں، اس سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے پھر جب میں بصرہ آیا تو میں نے اس کی تعبیر حضرت محمد بن سرین سے معلوم کرائی تو انھوں نے فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو پرکھنے اور ان کی جستجو میں لگا ہوا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور کوفہ

کوفہ وہ عظیم شہر ہے جو عراق میں دریائے فرات کے کنارے آباد ہے، جسے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم سے ۱۷ھ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بسایا تھا، جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے راس الاسلام، راس العرب، کنز الایمان فرمایا، جسے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے رمح اللہ اور سیف اللہ فرمایا اور ساتھ ہی اسے اپنا دار الخلافت بھی بنایا، جہاں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قرآن وحدیث کا درس دیا اور اس درس میں بیک وقت چار چار ہزار افراد حاضر ہوتے تھے ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے تو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے تلامذہ کے ساتھ آپ کے استقبال کے لئے نکلے تو سارا میدان آپ کے تلامذہ سے بھر گیا۔ جسے دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور

* مضمون نگار خانقاہ عمادیہ، منگل تالاب، پٹنہ بہار سے متعلق ہیں۔

فرمایا: اے ابن مسعود! آپ نے تو کوفہ کو علم فقہ سے بھر دیا ہے، اب کوفہ آپ کی بدولت مرکز علم بن گیا ہے، جسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے قبۃ الاسلام واھل الاسلام یعنی اسلام اور اہل اسلام کا گھر فرمایا، جہاں ایک ہزار پچاس صحابہ کرام آ کر آباد ہوئے جن میں ستر اصحاب بدر اور تین سو بیعت رضوان کے شرکا تھے، جس جگہ یہ نجوم ہدایت اکٹھے ہوں اس کی ضوفشانیاں کہاں تک ہوں گی، اس کا اندازہ ہر ذی فہم لگا سکتا ہے۔

اسی کی برکتیں تھیں کہ کوفہ کا ہر گھر علم کے نور سے جگمگا رہا تھا ہر گھر دارالحدیث اور دارالعلوم بن گیا تھا، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جس عہد میں پیدا ہوئے، اس وقت کوفہ میں حدیث وفقہ کے ایسے ائمہ مسند تدریس کی زینت تھے کہ ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ آفتاب وماہتاب تھے، مثال کے طور پر کوفہ میں اس وقت حضرت ابراہیم نخعی موجود تھے جو فقہ کے ساتھ ساتھ علم حدیث کے مسلم الثبوت امام گزرے ہیں، جنھیں فقیہ عراق کہا جاتا تھا، جو متعدد صحابہ کرام کی صحبت میں رہے بصرہ، کوفہ، حجاز اور شام جیسی جگہ میں آپ سے زیادہ علم والا اس وقت کوئی نہ تھا، جن کے انتقال پر امام شعبی نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم نخعی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما اور حضرت علقمہ کے فضل و کمال میں نمونۂ وجانشین تھے۔

ایسی عظیم اور مقبول شخصیت کی صحبت میں امام اعظم چھبیس سال رہے اور ان سے اکتساب فیض کیا، وہیں کوفہ میں اس وقت حضرت ہشام بن عروہ بن زبیر بھی موجود تھے، جن کی بارگاہ میں حضرت سفیان ثوری، امام مالک، ابن عینیہ جیسے کوہ علم وفضل نے زانوئے تلمذ طے کیا اور کوفہ کی اس وقت کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ اس وقت صحابہ کرام میں سے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ وہیں موجود تھے، جن کی زیارت سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مشرف ہوئے ان کا وصال ۸۷ھ میں ہوا، گویا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کی حیات مبارکہ کے سترہ سال ملے، اس کے علاوہ اگر آپ کی سن ولادت ۸۰ھ مانیں تو آپ نے مندرجہ ذیل صحابۂ کرام کا زمانہ پایا اور کچھ سے ملاقات بھی ہوئی، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بصرہ میں متوفی ۳۹ھ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بصرہ میں متوفی ۲۹ھ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ مدینے میں متوفی ۱۹ھ، حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ مدینے میں متوفی ۲۹ھ، حضرت ابو امامہ انصاری رضی اللہ عنہ متوفی ۱۰۰ھ کوفے میں، حضرت ابو البدّاح رضی اللہ عنہ کوفے میں متوفی ۷۱ھ، حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کوفے میں متوفی ۹۴ھ۔

(اسد الغابہ ج ۲ ص ۳۲۲ / اصابہ، ج ۲ ص ۱۳)

اور اگر آپ کی سن ولادت ۷۰ھ مانیں تو آپ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ متوفی ۷۴ھ۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ متوفی ۷۴ھ۔ حضرت مسلم بن اکوع رضی اللہ عنہ ۷۴ھ۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ۷۳ھ۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ متوفی ۷۴ھ۔ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ متوفی ۷۴ھ۔ کا بھی زمانہ پایا جو مختلف ادیار میں جلوہ گر تھے، بعض روایات میں ہے کہ آپ نے چھبیس صحابہ کرام سے ملاقات کی، بعض نے لکھا کہ بیس صحابہ کرام سے ملاقات کی۔

بعض نے لکھا کہ دس صحابہ سے ملاقات کی لیکن اس تعلق سے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو سات صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور بعض صحابہ سے احادیث روایات کرنے کا بھی اعزاز حاصل ہوا اور وہ صحابہ جن سے آپ کو ملاقات کا شرف حاصل ہوا وہ حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن حارث، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت معقل بن یسار حضرت واثلہ بن اسقع، حضرت عبداللہ بن انیس، حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں، پھر کوفہ کی یہ علمی شان صحاح ستہ کے مصنفین کے عہد تک باقی رہی، یہی وجہ ہے کہ جب امام بخاری سے پوچھا گیا کہ آپ کوفہ کتنی دفعہ گئے؟ آپ نے فرمایا: کوفہ اور بغداد تو میں اتنی دفعہ گیا کہ اس کو شمار نہیں کر سکتا۔

اگر کوفہ میں کچھ نہیں تھا تو امام بخاری علیہ الرحمہ جیسے احادیث کے بحر ناپیدا کنار اتنی دفعہ کوفہ کیوں گئے کہ جس کو وہ

اپنے محیر العقول حافظے کے باوجود شمار نہیں کر سکے، تو کہنا پڑے گا کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ ان گنت دفعہ کوفہ علم حاصل کرنے کے لئے گئی، پھر کوفہ کی یہ حالت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کے تقریباً اسّی سال بعد کی تھی تو اسی سال پہلے کوفہ میں علم وفضل کا کیا حال رہا ہوگا جو کہ تابعین عظام کا زمانہ تھا بلکہ صحابہ کرام کا اخیر دور تھا۔

امام اعظم کا علمی مقام

منصور خلیفہ نے ایک دفعہ آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے علم کس کس سے حاصل کیا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے علم حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے اصحاب سے حاصل کیا ہے، اسی کی برکتیں ہیں کہ اکثر محدثین آپ رضی اللہ عنہ کے باواسطہ یا بلاواسطہ شاگرد ہوئے، مثلاً آپ کے شاگرد امام مالک اور امام محمد ان کے شاگرد امام شافعی اور امام شافعی کے شاگرد امام احمد بن حنبل اور ان کے شاگرد امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد اور امام بخاری کے شاگرد امام ترمذی اور امام نسائی رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں، غرض کوئی محدث ایسا ہو جس کو امام اعظم سے بلاواسطہ یا باواسطہ شرف تلمذ حاصل نہ ہوا ہو۔

(فتح المبین مع تنبیہ الوھابیین، ص ۲۵۶ رعلامہ منصور خان)

ایک دفعہ مدینہ طیبہ کی حاضری کے موقع پر آپ سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے ایک ساتھی نے تعارف کرایا کہ یہ ابوحنیفہ ہیں پس امام باقر رضی اللہ عنہ نے امام اعظم سے فرمایا: وہ تمھیں ہو جو قیاس کر کے میرے جد کریم کی حدیثوں کا رد کرتے ہو (چونکہ حاسدین نے آپ کے بارے میں یہ پھیلا رکھا تھا کہ یہ مسئلہ قیاس سے بیان کرتے ہیں) پس امام اعظم نے عرض کیا: معاذ اللہ حدیث کو کون رد کر سکتا ہے، حضور اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ عرض کروں۔

اجازت ملنے کے بعد امام اعظم نے عرض کیا: حضور! مرد کمزور ہے یا عورت؟ امام باقر نے فرمایا: عورت! پھر عرض کیا وراثت میں مرد کا حصہ زیادہ ہے یا عورت کا؟ امام باقر نے فرمایا: مرد کا! آپ نے عرض کیا: حضور! اگر میں قیاس سے حکم دیتا تو عورت کو مرد کا دونا حصہ دینے کا حکم دیتا حالانکہ ایسا نہیں ہے، پھر عرض کیا: حضور! نماز افضل ہے یا روزہ؟ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز! پھر عرض کیا کہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ جب نماز روزہ سے افضل ہے تو حائضہ پر نماز کی قضا بدرجہ اولیٰ لازم ہونی چاہئے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

پس اگر میں احادیث کے خلاف قیاس سے حکم دیتا تو یہ حکم دیتا کہ حائضہ نماز کی بھی قضا ضرور کرے، اس علمی گفتگو پر امام باقر اتنا خوش ہوئے کہ کھڑے ہو کر آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا، خطیب بغدادی احمد بن صباغ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے امام شافعی محمد بن ادریس علیہ الرحمہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی نے امام مالک بن انس سے پوچھا کیا: آپ نے امام اعظم ابوحنیفہ کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے دیکھا ہے وہ ایسے شخص تھے کہ اگر وہ تم سے کہہ دیتے کہ یہ سواری سونے کی ہے تو وہ دلائل کے ذریعہ ثابت کر دیتے کہ یہ سواری سونے کی ہے۔

ایک دفعہ امام اعظم اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگردوں کے درمیان اپنے اپنے شیخ کو لے کر بحث شروع ہوگئی، ہر گروہ اپنے امام کی فضیلت کا دعویدار تھا، اس موقع پر حضرت امام ابوعبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں گروہ کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے اصحاب امام شافعی سے فرمایا: تم اپنے امام کے اساتذہ کو شمار کراؤ جب انھوں نے اپنے امام کے اساتذہ کو شمار کرایا تو وہ 80 تھے، پھر انہوں نے اصحاب امام اعظم سے فرمایا: اب تم اپنے امام کے اساتذہ کو شمار کراؤ! پس جب انہوں نے امام اعظم کے اساتذہ کو شمار کرایا تو وہ چار ہزار تھے۔

اس طرح اساتذہ کی تعداد کے ذریعہ آپ نے ان کے مابین اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیا کہ امام اعظم حدیث وفقہ دونوں میں امام الائمہ تھے، آپ کے تقریباً ایک ہزار شاگرد تھے جن میں چالیس افراد اجتہاد کے بہت ہی اعلیٰ درجہ پر فائز تھے اور وہ آپ کے مشیر خاص بھی تھے، جن میں امام ابو یوسف، امام محمد بن حسن الشیبانی، امام حماد بن ابی حنیفہ، امام زفر بن ہذیل، امام

عبداللہ بن مبارک، امام وکیع بن جراح، امام داؤد بن نصیر رحمہم اللہ وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

خطیب بغدادی یحیٰ بن ضریس سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت سفیان ثوری کو کہتے ہوئے سنا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ ابوحنیفہ فرماتے ہیں، کوئی بھی مسئلہ ہو میں سب سے پہلے کتاب اللہ میں دیکھتا ہوں پھر اگر اس میں وہ مسئلہ نہیں ملتا ہے تو میں سنت رسول اللہ میں تلاش کرتا ہوں پھر جب کتاب اللہ اور سنت دونوں میں وہ مسئلہ نہیں ملتا تو میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے متفق علیہ قول کی طرف رجوع کرتا ہوں، اس میں بھی وہ مسئلہ نہیں پاتا تو میں ان کے مختلف فیہ قول کی طرف رجوع کرتا ہوں پھر ان میں سے بھی وہی لیتا ہوں جو ان میں قوی ہوتا ہے پھر بھی مسئلہ حل نہیں ہوتا پھر میں ان میں سے کسی ایک کی روشنی میں قیاس کرتا ہوں پھر جب مسئلہ مکمل ہو جاتا ہے تو اسے حضرت ابراہیم، شعبی، ابن سرین، عطا ابن مسیب رضی اللہ عنہم وغیرہ چالیس مجتہدین کے سامنے رکھتا ہوں پھر وہ اسی نہج پر غور وفکر اور اجتہاد کرتے ہیں۔

امام اعظم ائمہ وفقہا کی نظر میں

امام شافعی نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے آپ کے بارے میں پوچھا تو امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''سُبْحَانَ اللهِ لَمْ اَرَ مِثْلَهُ تَاللهِ۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے ابوحنیفہ کے مثل کسی کو نہیں دیکھا۔''

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے آپ کے بارے میں فرمایا: وہ علم اور زہد وتقویٰ کے ایسے مقام پر فائز تھے کہ دوسرا اس مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، امام خطیب تبریزی نے فرمایا: اہل اسلام پر لازم وضروری ہے کہ وہ نماز میں امام اعظم ابوحنیفہ کے لئے دعا مانگا کریں کیونکہ انھوں نے حدیث وفقہ کی ان کے لئے حفاظت کی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے متعلق ان دو شخصوں کے سوا کوئی بدگمانی نہیں کر سکتا: ایک تو وہ شخص جو ان کے علم سے حسد کرنے والا ہو، دوسرا وہ شخص جو ان کے علم سے ناواقف ہو۔

ابوبکر بن عیاش بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سفیان کے بھائی عمر بن سعید کا انتقال ہوا تو ہم ان کو تعزیت پیش کرنے کے لئے ان کے گھر گئے تو تعزیت کرنے والوں سے پورا گھر بھرا ہوا تھا، اسی اثنا میں ابوحنیفہ بھی اپنی ایک جماعت کے ساتھ تعزیت پیش کرنے کے لئے تشریف لائے، پس حضرت سفیان آپ کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور عزت واحترام کے ساتھ اپنی جگہ لا کر بیٹھایا اور خود آپ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے، یہاں تک کہ جب آپ چلے گئے تو میں نے حضرت سفیان سے پوچھا کہ آپ نے ان کو اپنی جگہ کیوں بیٹھایا اور اس قدر تعظیم و تکریم کیوں کی؟ تو آپ نے فرمایا:

''وہ علم وتقویٰ میں بہت ہی اعلیٰ مقام پر فائز ہیں اگر میں ان کے علم کے لئے کھڑا نہ ہوتا تو ان کے فقہ کے لئے کھڑا ہوتا اگر فقہ کے لئے کھڑا نہ ہوتا تو ان کے تقویٰ وورع کے لئے کھڑا ہوتا۔''

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بن عمارہ کو کہتے ہوئے سنا کہ خدا کی قسم میں نے فقہ میں آپ سے زیادہ عمدہ کلام کرتے ہوئے کسی کو نہ دیکھا اور نہ ہی آپ سے زیادہ کسی کو حاضر جواب پایا، حافظ عبدالعزیز امام ابوداؤد سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص امام ابوحنیفہ کو دوست رکھے، وہ سنی ہے اور جو بغض رکھے وہ بدعتی ہے۔

امام مسعر بن کدام بیان کرتے ہیں کہ میں امام اعظم کی مسجد میں آیا تو میں نے آپ کو اشراق کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا پھر اس کے بعد آپ طلبہ کو پڑھانے کے لئے بیٹھ گئے اور ظہر تک پڑھاتے رہے پھر آپ نے ظہر کی نماز ادا کی اور پھر پڑھانے کے لئے بیٹھ گئے اور عصر تک پڑھاتے رہے پھر آپ نے عصر کی نماز ادا کی اور پھر پڑھانے کے لئے بیٹھ گئے اور مغرب تک پڑھاتے رہے پھر آپ نے مغرب کی نماز ادا کی اور عشا تک مسجد میں ہی بیٹھے رہے، میں نے اس وقت اپنے دل میں سوچا کہ یہ عجیب بزرگ ہیں یہ اپنے شغل سے فارغ ہی نہیں

ہوتے اور نہ ہی تھکتے ہیں پھر جب عشا کے بعد لوگ مسجد سے چلے گئے تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے یہاں تک فجر طلوع ہو گئی، اس کے بعد آپ اپنے دولت کدہ پہ تشریف لے گئے اور لباس وغیرہ تبدیل کر کے مسجد تشریف لائے اور فجر کی نماز ادا کی اور حسب سابق طلبہ کو ظہر تک پڑھایا اور ظہر کی نماز ادا کی پھر ظہر سے لے کر عصر تک پڑھایا اور عصر کی نماز ادا کی پھر عصر سے لے کر مغرب تک پڑھایا اور مغرب کی نماز ادا کی پھر مغرب سے عشا تک پڑھایا اور پھر عشا کی نماز ادا کی۔

پس میں نے سوچا کہ یہ عجیب بزرگ ہیں کہ یہ تھکتے ہی نہیں ہیں پھر عشا کے بعد جب لوگ نماز پڑھ کر چلے گئے تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور صبح صادق تک عبادات میں مشغول رہے پھر وقت صبح صادق اپنے مکان پہ تشریف لے گئے اور لباس وغیرہ تبدیل کر کے تشریف لائے اور فجر کی نماز ادا کی، پھر اس دن اور رات میں بھی آپ کا یہی معمول رہا، پس میں نے اپنے دل میں یہ عہد کیا کہ میں یہاں سے ہرگز نہ جاؤں گا حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو جائے یا میں مر جاؤں۔

ابن ابی معاذ بیان کرتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسجد میں ہی حضرت مسعر کا حالت سجدہ میں انتقال ہوا۔

امام اعظم اور قرآن پاک

خطیب بغدادی حماد بن یونس سے روایت کرتے ہیں کہ جس مقام پر امام اعظم ابوحنیفہ کا انتقال ہوا اس جگہ پر آپ نے ستر ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم فرمایا تھا، خطیب بغدادی نے خارجہ بن مصعب کو کہتے ہوئے سنا کہ ختم قرآن ایک رکعت میں چار اماموں نے کیا ہے، ایک سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دوسرے حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تیسرے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، چوتھے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خطیب بغدادی نے یحیٰ بن نصر کو کہتے ہوئے سنا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسا اوقات ماہ رمضان میں ساٹھ ختم قرآن فرماتے تھے۔

اسد بن عمرو سے روایت ہے کہ انھوں نے امام اعظم ابو حنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن کریم کی کوئی ایسی سورۃ نہیں جس کی میں نے اپنے وتر کی رکعتوں میں تلاوت نہ کی ہو۔

امام اعظم کی تقویٰ شعاری

خطیب بغدادی علی بن حفص سے روایت کرتے ہیں کہ حفص ابن عبدالرحمن تجارت میں امام اعظم کے شریک تھے پس امام اعظم نے ایک دفعہ ان کو کچھ سامان تجارت دے کر بھیجا تو فرمایا فلاں کپڑے کے تھان میں عیب ہے، لہٰذا جب تم اس کو فروخت کرنا تو ضرور بتا دینا، چنانچہ حفص بن عبدالرحمٰن گئے اور وہ تمام مال فروخت کر دیا اور خریدار کو عیب بتانا بھول گئے اور یہ بھی یاد نہ رہا کہ وہ تھان کس سے فروخت کیا ہے، جب حضرت امام اعظم کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے اس مال تجارت سے آئے ہوئے سارے مال کو صدقہ کر دیا، آپ نے مسلسل چالیس سال تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی اور تیس سال روزہ رکھے اور رات میں مسلسل چالیس برس لیٹے نہیں۔

آپ کے وصال کی وجہ اور تجہیز و تدفین

منصور نے جب بغداد کو دارالسلطنت بنایا تو آپ کو بلوایا اور آپ کی خدمت میں عہدۂ قضا پیش کیا، آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں اس عہدہ کے لائق نہیں ہوں، منصور نے جھنجھلا کر کہا کہ تم جھوٹے ہو، امام اعظم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی بات میں سچا ہوں تو بھی ثابت کہ میں عہدہ قضا کے لائق نہیں اور تمہارے اعتبار سے جھوٹا ہوں تو بھی عہدہ قضا کے لائق نہیں اس لئے کہ جھوٹے کو قاضی بنانا جائز نہیں، اس پر بھی منصور نہ مانا اور قسم کھا کر کہا تم کو قبول کرنا پڑے گا، پس آپ نے بھی قسم کھا کر کہا کہ میں بھی ہرگز قبول نہیں کروں گا۔

اس پر منصور بہت ناراض ہوا اور آپ کو قید خانے میں ڈال دیا، لیکن اس سے آپ پر کوئی اثر نہ پڑا بلکہ اس کے قید کرنے سے آپ کی عظمت و رفعت اور بلند ہو گئی اور عوام و خواص سبھی آپ سے کسب فیض کے لئے قید خانہ میں ہی آنے لگے اور امام محمد تو اخیر وقت تک قید خانے میں ہی آپ سے علم بقیہ ص ۱۶ پر

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

گیارہویں قسط

گزشتہ سے پیوستہ

فتنۂ قبر کی منظر کشی! فاروق اعظم سے حضور کا ایک سوال

حضرت ابو حازم (علیہ الرحمہ) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضور پر نور رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (ایک بار، حضرت عمر سے) فرمایا:

''کیف بک اذا جاءک فتانا القبر۔۔۔الحدیث۔''

(ترجمہ) اے عمر! تیرا کیا حال ہوگا؟ اس وقت جب دو فتان (۱) جن کا رنگ کالا، آنکھیں نیلی نیلی (ڈراؤنی) اپنے لمبے لمبے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے تیرے پاس، قبر میں اس حال میں آئیں گے کہ ان کے بدن پر بڑے بڑے بال ہوں گے، ان کی آواز میں ایسی زور دار کڑک ہوگی جیسی زور سے گرجنے والی آسمانی بجلی کی ہوتی ہے۔ ان کی نگاہیں چکا چوند کر دینے والی بجلی کی طرح تیز چمک دار ہوں گی؟...

...حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا (اس وقت) میرے ساتھ میری عقل ہوگی اور کیا میں اِسی حالت پر ہوں گا جس پر آج ہوں؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! تو حضرت عمر نے عرض کیا تب تو میں اللہ کے حکم سے ان کو کافی ہوں، ان کا جواب سن کر حضور نے فرمایا: اِنَّ عُمَرَ لَمُوَفَّقٌ۔ بے شک عمر کو ضرور توفیق ملے گی۔

مومن کو قبر میں اپنے اعمال حسنہ کی حمایت حاصل

(مصنف علیہ الرحمہ نے کہا:) حضرت ابو القاسم ابن عبد الرحمٰن شابازی نے اپنی پوری اسناد کے ساتھ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے مجھے حدیث سنائی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ما من میت یموت الا ولہ خوار۔۔۔الحدیث''

(ترجمہ) جو بھی مرنے والا (کوئی انسان) مرتا ہے وہ ضرور بڑی چیخ پکار (واویلاہ) مچاتا ہے جسے انسانوں کے علاوہ ہر جاندار جو اس کے نزدیک ہو سنتا ہے، اگر کوئی انسان اسے سن لے تو ضرور بے ہوش ہو کر گر پڑے، جب اس کو قبر کی طرف لے جایا جاتا اگر نیک ہے تو کہتا ہے میرے ساتھ جلدی کرو (دفن میں تاخیر نہ کرو) جو جو خیر میرے سامنے ہے اگر تم اسے جان لیتے تو ضرور مجھے تیزی سے، بہت جلد آگے پہنچاتے اور اگر نیک نہیں تو کہتا ہے میرے ساتھ جلدی نہ کرو اگر تم میری اس خرابی کو جان لیتے جس کے لئے مجھے آگے لے جا رہے ہو تو ہرگز میرے ساتھ جلدی نہ کرتے پھر جب اسے قبر میں چھپا دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو کالے فرشتے آتے ہیں جن کی آنکھیں نیلی (بہت ڈراؤنی) ہیں، دونوں فرشتے سرہانے سے آنا چاہتے ہیں تو اس کی نماز (متمثل ہو کر آڑے آتی اور) کہتی ہے میری طرف سے اس کے پاس تم نہیں جا سکو گے کیونکہ اس نے اکثر راتیں (عبادتیں الٰہی میں) جاگ جاگ کر گزاری ہیں اسی قبر کے ڈر سے، پھر اس کے پاس پاؤں کی طرف سے آنا چاہیں گے تو بِرُّ الوالدین (یعنی ماں باپ کی خدمت گزاری، نیک سلوکی) آڑے آئے گی اور کہے گی ہماری طرف سے اس کے پاس نہیں جایا جا سکتا کیونکہ یہ ہم پر (یعنی ٹانگوں پر) چلتا اور (ماں باپ کی خدمت کے لئے) مستعد رہتا تھا اسی قبر کے ڈر سے، پھر وہ داہنے ہاتھ کی طرف سے آنا چاہتے ہیں تو اس کی خیر، خیرات (آڑے آتی اور) کہتی ہے میری طرف سے اس کے پاس نہیں

[۱] دو فتان = فتنہ (یعنی کڑی آزمائش) میں ڈالنے والے دو افراد، یعنی دو فرشتے۔ قبر کے سوالوں کو اور منکر نکیر کی آمد کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فتنہ سے تعبیر فرمایا کیونکہ وہ بیشک بہت کڑی آزمائش ہے، بڑی خطرناک جانچ ہے، اللّٰھم انا نعوذ بک من فتنۃ القبر و عذاب القبر، ۱۲ مترجم غفرلہ۔

* مترجم جامعۃ الرضا بریلی شریف کے صدر مفتی اور شیخ الحدیث ہیں۔

جایا جاسکتا، بے شک یہ اسی قبر کے ڈر سے، میری وساطت سے صدقہ خیرات کرتا تھا، پھر بائیں ہاتھ کی طرف سے آیا چاہتے ہیں تو اس کا روزہ (آڑے آتا اور) کہتا ہے تم میری طرف سے اس تک نہیں پہنچ سکتے کہ یہ بندہ اسی قبر سے ڈرتے ہوئے بھوکا پیاسا رہا کرتا (بکثرت روزے رکھتا) تھا پھر اسے بیدار کیا جاتا ہے جیسے سوتے ہوئے کو جگاتے ہیں۔

اس سے پوچھا جاتا ہے کہ ان صاحب کے بارے میں جنہوں نے وہ کہا جو کہا ہمیں بتا کہ تو ان سے کس نسبت پر تھا، وہ کہتا ہے: من ھو؟ (یعنی ان کا نام تو کھولو) تو کہا جاتا ہی **محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)** تو وہ (جواب میں) کہتا ہے: **اشھد انہ رسول اللہ۔** میں گواہی دیتا ہوں بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) منکر نکیر کہتے ہیں تو نے زندگی گزاری مومن رہ کر اور تجھے موت آئی ایمان پر! پس اس کے لئے قبر میں فراخی کردی جاتی ہے اور اس کے لئے (قبر میں) اللہ کی طرف سے جو طرح طرح کی کرامتیں عزتیں ہیں، پھیلا دی (یا کھول دی) جاتی ہیں جتنی اللہ چاہتا ہے۔

دعائے مصنف

تو ہم اللہ تعالیٰ سے خیر کی توفیق کا اور (دین وایمان کی) حفاظت کا سوال کرتے ہیں اور یہ کہ ہمیں، گمراہوں سے، گمراہ گروں کی اھواء سے اور غفلت سے اپنی پناہ میں رکھے اور قبر کے عذاب سے بچائے (۱) کیونکہ (ہم تو ہم، ہمارے آقا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی (تعلیم امت کے لئے، یا تواضعاً) عذاب قبر سے اللہ کی پناہ چاہتے تھے۔

قبر کے عذاب وثواب کا حق ہونا، نیا عقیدہ نہیں

حدیث شریف: منقول ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں اس (عقیدے) سے ناواقف تھی کہ قبر میں بھی عذاب (وثواب) ہوتا ہے، یہاں تک کہ ایک روز ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور کچھ بھیک مانگی، میں نے کوئی چیز دے دی تو اس نے (دعا دیتے ہوئے) کہا اللہ، تمہیں عذاب قبر سے پناہ دے، میں نے گمان کیا کہ یہ بات یہودیوں کی باطل باتوں میں سے ہوگی پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور میں نے اس کا حضور سے ذکر کیا تو حضور نے مجھے خبر دی کہ عذاب قبر بے شک حق ہے۔

تنبیہ: (مصنف علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ جب عذاب قبر کا عقیدہ حق ہے): تو ہر مسلمان پر فرض ہے کہ عذاب قبر سے (برابر) اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا (اور ڈرتا) رہے اور یہ کہ قبر میں پہنچنے سے پہلے، اعمال صالحہ کے ذریعے قبر کے لئے تیاری میں لگا رہے۔ کیونکہ بات یہ ہے کہ ابھی جب تک کہ بندہ دنیا میں ہے اس پر (آسائش قبر کے لئے تیاری کا) معاملہ آسان ہے (کیونکہ بعد موت عمل کا موقع نہیں ملے گا حتی کہ) جب قبر میں داخل ہوگا تو تمنا کرے گا کہ کاش اسے (کم از کم کسی) ایک نیکی کے کرنے کا اذن واختیار مل جاتا اور وہ ملے گا نہیں تب وہ حسرت وندامت میں پڑا رہ جائے گا۔

بازارِ دنیا میں اُخروی سودا کتنا سستا؟

نصیحت از مصنف علیہ الرحمہ

لہٰذا عقلمند کو چاہئے کہ مُردوں کے امور واحوال میں خوب غور کیا کرے۔ بے شک مردے تمنا کرتے ہیں کہ انہیں دو رکعت نماز کا اذن مل جائے یا ایک بار **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کہنے کا موقع مل جائے یا ایک بار سبحان اللہ کہنے کی اجازت حاصل ہو جائے مگر انہیں اس کا اذن نہیں ملے گا پھر وہ زندوں کی حالت پر تعجب کرتے ہیں کہ (وہ ہماری اس بدحالی اور مجبوری سے سبق نہیں لیتے اور) غفلت وبطالت (۲) میں اپنے دن ضائع کر رہے ہیں۔ تو اے بھائی! تو اپنے (باقی ماندہ) ایام برباد مت کر۔ بے شک یہ ایام (گویا) رأس المال ہیں تو جب تک تجھے اپنی اس اصل پونجی (کے برتنے) پر دسترس حاصل ہے اس کے ذریعہ نفع حاصل کرسکتا ہے اس لئے کہ آخرت میں کام آنے والا سودا آج سستا ہے لہٰذا اس مندے کے وقت میں

[۱] حضرت فقیہ سمرقندی علیہ الرحمہ نے خاص طور سے یہی دعا اس جگہ کیوں مانگی؟ خود اس کی وجہ بتاتے ہوئے آگے کہتے ہیں: کیونکہ۔۔۔الخ۔'' ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

[۲] ''بطالت'' = بے کاری، بدکاری، فضول روی۔ ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

اخروی سرمایہ (زیادہ سے زیادہ) جمع کرنے میں جُٹ جا (خوب محنت وریاضت کر) کیونکہ آج کمایا ہوا سرمایہ آنے والے دن میں بڑا عزیز، نہایت قابل قدر ہوگا۔

لہٰذا اس مندے کے وقت یوم عزت کیلئے اس سرمایہ کو کثیر سے کثیر کرنے کی کوشش کر، پھر اس دن تجھے اِس پر دسترس حاصل نہیں ہوگی، تو ہم اللہ تعالی سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں فقر وحاجت کے دن کے لئے تیاری میں لگے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ندامت والوں میں سے نہ کرے جو واپسی کے طالب ہونگے اور ان کی یہ طلب (طلب اقالہ) منظور نہیں کی جائے گی، ہم پر اور سبھی مسلمانوں پر اللہ تعالی سکرات موت اور قبر کی سختی سہل فرمائے، آمین یارب العلمین بے شک وہ ارحم الراحمین ہے اور ہمیں کافی وافی ہے، نہایت اچھا کارساز، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

.....جاری

ص ۵۳ کا بقیہ.....

تأثرات، مخالفین کے اعترافات، مشاہیر علم ودانش کے تاثرات اور پھر سر ضیاء الدین کی حاضری کا تذکرہ انیسواں باب ترجیحات جس کے تحت اہل سنّت کا مرکز بریلی شریف اور مسلک اعلیٰ حضرت کا بیان ہے، بیسویں اور آخری باب میں شاعر کی قلبی التجا ہے، اتنے ابواب پہ پھیلی ہوئی یہ سوانح حیات اپنے متن اور مافیہ کے اعتبار سے کس قدر اہمیت کی حامل ہوگی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، ابواب بندی میں عالمانہ فاضلانہ نقشبندی ہے تاہم کہیں کہیں نظر ٹھہرتی اور ذوق اسے قبول نہیں کرتا۔

اعلیٰ حضرت کی حیات وخدمات کے حوالے سے اس بات کا دعویٰ تو نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت محبوب گوہر نے جامعیت کے ساتھ سارے گوشوں پہ مکمل اور بھرپور روشنی ڈالنے کا اہتمام کیا ہے تاہم یہ ضرور ہے کہ موجودہ تحقیقی مواد کے تناظر میں اعلیٰ حضرت کی شخصیت کا جو عکس ونقش ابھر رہا ہے حتیٰ المقدور اس کا مکمل احاطہ کرنے کی ایک کوشش کی گئی ہے، یقیناً قدر شناس اور جوہر بیں نگاہیں مولانا موصوف کی اس گراں قدر خدمت پہ تحسین وآفرین کہیں گی۔

◆◆◆

ص ۵۴ کا بقیہ.....

رفعت وعظمت میں شاہِ دیں کا ہمسر کون ہے
آج بھی آواز ہے یہ گونجتی معراج کی

مسجدِ اقصیٰ کی وہ پُر کیف محفل دیکھیے
انبیا نے بھی منائی ہے خوشی معراج کی

آسمانوں کے سفر کی سوچ یوں پیدا ہوئی
آج دنیا کر رہی ہے، پیروی معراج کی

مثلِ خورشیدِ حقیقت، ہے ہمیشہ کے لیے
آسمانِ صدق پر جلوہ گری معراج کی

بندگی کا اک حسیں تحفہ ملا اِس رات میں
اہلِ ایماں پر نوازش ہے بڑی، معراج کی

قربِ مولیٰ چاہتے ہو تو پڑھو دائم نماز
مومنو! ہے یہ عبادت نسبتی معراج کی

رب کے آگے سر جھکانا، رفعتوں کا ہے سفر
پنجوقتہ ملتی ہے لذت نئی معراج کی

ہر برَس آ کر برستے ہیں اُسی پَل کے سَحاب
کِشتِ جاں سیراب کرتی ہے ندی معراج کی

اِس لیے بادل کا پانی اب تلک سوکھا نہیں
موسمِ افلاک نے پائی نمی معراج کی

گلشنِ ہستی ہے تازہ ہر نبی کا تا ابد
اِس پہ شاہد ہے نمازِ موسوی معراج کی

عشق والے، جی اٹھے اِس معجزے کو مان کر
ہر غلامِ عقل پر بجلی گری معراج کی

جب وہاں جا ہی نہیں سکتے پرندے عقل کے
کیسے سمجھیں گے حقیقت، فلسفی معراج کی

یا خدا سب کاروانِ اہلِ حق ہوں متحد
باغِ دل پائے، بہارِ دوستی معراج کی

سن رہی ہے وقت کی رفتار، سانسیں تھام کر
ہے فریدی کے لبوں پر بات ابھی معراج کی

از: مفتی ملک الظفر سہسرامی*

منظوم سوانح اعلیٰ حضرت: ایک مطالعہ

1272 / 1856 میں ہندستان کے معروف شہر بریلی میں جلوہ فرما ہونے والی ذات امام احمد رضا جنہیں دنیا مختلف القاب سے یاد کرتی ہے اعلیٰ حضرت کے بلند و بالا لقب سے یاد کی جانے والی یہ شخصیت آج علم وفکر کی دنیا میں اپنی سطوت علمی اور جودت فکری کی بنیاد پہ ایک انفرادی شناخت اور پہچان رکھتی ہے، آپ نے ایسے دور میں شعور کی کمان سنبھالی جو بہت پر آشوب تھا، سیاسی، سماجی، مذہبی اور ملی محاذ پہ طرفہ انتشار تھا، مذہب کے نام پہ دین کے نام نہاد ٹھیکیداروں نے بدمذہبی کا طوفان بدتمیزی برپا کرنے کی مہم شروع کر رکھی تھی تاریخ کا طالب علم اس بات سے بخوبی واقف وآگاہ ہے کہ یہ دور فتنہ سامانیوں کے اعتبار سے بہت انقلابی تھا برصغیر کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں پہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مذہبی اور سیاسی اعتبار سے اسلام اور مسلمانوں پہ کیا کیا قیامتیں توڑی گئیں اور امت مسلمہ کن محشر بردوش حالات سے دوچار تھی۔

ایک طرف انگریزوں کا تغلب وتسلط تھا تو دوسری جانب ان کے کاسہ لیس، ضمیر فروش زرخرید علما کی جانب سے دین اور اقدار دین پہ شب خون مارنے کا مکروہ و ناپسندیدہ عمل جاری تھا عوام میں معمولات ومراسم کے نام پہ بے ہودگیوں اور غیر شرعی رسم ورواج کا جو طوفان مچا ہوا تھا، اس نے دین اسلام کا چہرہ بگاڑ کر رکھ دیا تھا، داخلی اور خارجی طوفان کے اس دور میں مذہبی منظر نامے پہ ابھر کر سامنے آنے والی شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک بہت اہم ذات ہے جس نے اپنے زمانے کے تمام ابھرتے ہوئے فتنوں کے خلاف بہت چابک دستی سے محاذ سنبھالا اور دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ان فتنوں کے خلاف مضبوط پشتہ باندھ کر دین کے خود ساختہ ٹھیکیداروں کے اسلام مخالف تمام منصوبوں کو پیوند خاک کر دیا۔

حالات کی نازکی بتا رہی تھی کہ اگر اس بطل جلیل نے اس زمانے میں ان فتنوں کے خلاف منصوبہ بند انداز میں پیش قدمی نہ فرمائی ہوتی تو آج ہندو پاک کی فضاؤں میں عشق رسول کونین ﷺ کی بھینی بھینی خوشبوئیں جو ہماری ایمانی رگوں میں گردش کر رہی ہیں تو نقشہ کچھ اور ہی ہوتا۔

حیات اسلامی کا وہ کون سا گوشہ ہے جس پہ چودہویں صدی کے اس عظیم مفکر نے اپنے علم وفکر کا چراغ نہیں جلایا بلکہ جدید عصری علوم پہ ایسی تحریریں یادگار چھوڑی ہیں جن پہ دور جدید کے مفکرین خود کو داد دینے پہ مجبور پاتے ہیں، وہ اپنے علم وفکر، فقہ و تدبر اور تجدیدی کارناموں کی بنیاد پہ لاریب ایک ایسے مذہبی مفکر و دانشور تھے تاریخی شواہد کی روشنی میں جنہیں اپنی پیش کردہ تحقیقات سے کبھی رجوع کی نوبت نہیں آئی، چنانچہ ان کی علمی وفکری برتری اور تجدیدی کارناموں نے ان کے ہم عصروں میں انہیں مرجع فتاویٰ بنا دیا کسی بھی اختلافی مسئلے میں ان کی رائے اور ان کا فیصلہ حرف آخر کی حیثیت رکھتا، انہوں نے انہی افکار وخیالات کی ترویج واشاعت میں اپنی عمر عزیز کا ایک ایک لمحہ صرف فرمایا جو سیدی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تھے۔

چنانچہ ان کی قدیم الخیالی اور حنفیت میں پختہ فکری کی گواہی غیر سنی مفکرین سے لے کر غیر مسلم دانشوروں نے بھی پیش کی ہے، مشہور غیر مقلد عالم احسان الٰہی ظہیر کا یہ اعتراف "یہ جماعت اپنی پیدائش اور نام کے لحاظ سے نئی ہے لیکن افکار اور عقائد کے اعتبار سے قدیم ہے۔" (البریلویہ، صفحہ 07)

ایک دوسرے مؤرخ کی رائے میں "انہوں نے (فاضل بریلوی) نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طرز کی حمایت کی" (موج کوثر)

* مضمون نگار دارالعلوم خیریہ نظامیہ سہسرام کے ناظم اور الجامعۃ الرضویہ پٹنہ کے مشیر ہیں۔

مشہور محقق اور ادیب مالک رام کے خیال میں" جیسا کہ سب کو معلوم ہے بریلی مولانا احمد رضا خاں مرحوم کا وطن ہے وہ بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال عالم تھے۔"

جماعت اسلامی کے آرگن ماہنامہ "الحسنات" نے اس سلسلے میں یہ تبصرہ تحریر کیا" یہ خیال درست نہیں ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے دین اسلام میں ایک نئے فرقے کی بنیاد ڈالی ہے البتہ یہ درست ہے کہ علما کی اس جماعت کو عرف عام میں احمد رضا خاں بریلوی سے عقیدت کی بنا پر بریلوی کہا جاتا ہے اور دوسرے احناف سے بعض مسائل میں اختلاف کی بنا پر الگ تشخص قائم ہو گیا۔" (الحسنات رامپور کا شخصیات نمبر صفحہ 55-54)

حضرت علامہ سید جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمہ جہت دینی و مذہبی خدمات کا اعتراف اور ان کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے عربی زبان و ادب کے شہرت یافتہ استاد اور معروف مستشرق محقق آرائے نکلسن نے بہت نپے تلے جملے میں کہا تھا:

" زوال بغداد کے بعد مسلمان علما میں سے اسے کسی ایک کا انتخاب کرنے کو کہا جائے تو وہ بغیر کسی توقف کے امام سیوطی علیہ الرحمۃ کا نام لے گا۔"

نکلسن کی اس رائے پہ تبصرہ قلم بند کرتے ہوئے عربی، فارسی اور اردو زبان و ادب کے ایک بڑے اسکالر محقق و ادیب ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی رقم طراز ہیں:

" امام السیوطی علیہ الرحمۃ کی علمی کاوشوں کو کسی محدود دائرے میں اسیر نہیں کیا جا سکتا تفسیر سے ادب تک، لغت سے نحو تک، تاریخ سے سوانح تک، سیرت سے خصائص تک جس حوالے سے بھی نظر اٹھائیں امام السیوطی کی ذات فیض بار نظر آتی ہے، اس قدر متنوع اصناف پر اس اعتماد سے بے تکان لکھتے جانا کسی کرم خاص کا مظہر محسوس ہوتا ہے۔"

اس بالغانہ اور عالمانہ تبصرے کے بعد وہ تحریر فرماتے ہیں:

" میں بلا خوف تردید اسی قسم کا دعویٰ فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے بارے میں کرنے میں راحت پاتا ہوں، وہی ماحول ایسی ہی زوال آشنا قوم ویسے ہی چوبائی حملے، چہار جانب دندناتے فتنوں کے سامنے سینہ سپر ہو جانا کسی توفیق پائے ہوئے مرد مجاہد ہی کا حوصلہ ہے۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ایسی نابغہ شخصیت کا نام ہے جو فلک کی صدیوں کی گردش کے بعد علمی و فکری منظر نامے پہ ابھرتی ہے، اپنے زمانے کے تمام مروجہ علوم و فنون پہ آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی علم کی وہ کون سی شاخ ہے جس پہ آپ نے اپنی نادر و نایاب تحریریں یادگار نہ چھوڑیں حال کی تحقیقات کی روشنی میں جن علوم و فنون پہ آپ کو دسترس حاصل تھی ان کی تعداد سو سے بھی متجاوز ہے، آپ کی تصنیفات و تالیفات ہزاروں میں ہیں، آپ کے فتاوے اور دیگر تحریروں میں ان علوم و فنون کے عکس و نقش دیکھے جا سکتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ایسی نابغۂ روزگار اور عبقری شخصیت کے علمی و فکری نوادرات کا تعارف و تجزیہ کچھ بہت آسان نہیں، کام ہونے کے باوجود ابھی اس عبقری کی شخصیت کے سارے گوشے علمی منظر نامے پہ نمایاں نہیں ہو پائے ہیں، اس سلسلے میں کچھ حضرات انفرادی طور پہ کوششوں کے چراغ جلا رہے ہیں تو کچھ تنظیمیں اور جماعتیں بھی ہیں جو منصوبہ بند انداز میں تحقیق و جستجو کے میدان میں آبلہ پائی کر رہی ہیں جو ایک خوش آئند بات ہے، آپ کی حیات و خدمات اور سوانح نگاری پہ مختلف جہتوں سے الگ الگ انداز میں کام ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں، ستر سے زائد تحقیقی مقالات تحریر ہو چکے ہیں اور مزید یہ سلسلہ آگے کی جانب رواں دواں ہے، کسی ایک شخصیت پہ اتنی بڑی تعداد میں پی ایچ ڈی شائد نہیں ہوئی ہو۔

سوانح نگاری کی تاریخ بہت قدیم اور پرانی ہے ہر دور میں اس حوالے سے زبان و قلم کے خدمت گاروں نے خدمات انجام دیں، سوانح نگاری کا یہ عمل اگر تاریخی حقائق کے مطابق ہے تو یقیناً قابل تعریف ہے اور اگر حقائق اور صداقتوں کا گلا گھونٹ کر مزعومات و خیالات پہ مبنی تاریخ گڑھ لی گئی ہو تو نہ ہی مذہب اسلام میں اس کے جواز کی کوئی صورت ملتی اور نہ ہی ایسی تاریخ

انصاف پسند اور حق طبع افراد قبول فرماتے، سوانح نگاری کے باب میں ہر دو قسم کی تاریخ آپ کو مل جائے گی، لیکن حق پسند علمائے کرام نے ہمیشہ تاریخی حقائق و شواہد کی روشنی میں ہی سوانح نگاری فرمائی ہے۔

تاریخ نویسی کا یہ عمل اردو زبان میں بالعموم نثر میں ہی انجام دیا گیا ہے چوں کہ نظم نگاری اپنے قیود و شرائط کے اعتبار سے نثر کے مقابلے میں مشکل ہے اور پھر تاریخ نویسی اور سوانح نگاری پیرایۂ نظم میں پیش کرنا بہت ہی سنگلاخ زمین پہ گل بوٹے کھلانے کا عمل ہے تاہم کچھ نظم نگاروں نے پیرایۂ نظم میں بھی اپنے فن کا اظہار فرمایا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گوناگوں مذہبی، ملی اور سیاسی خدمات پہ تاریخ نویس اور سوانح نگاروں نے اپنے اپنے انداز میں علمی خدمات انجام دی ہیں آپ کی حیات و خدمات پہ ملک العلماء حضرت علامہ سید ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ضخیم چار جلدوں میں "حیات اعلیٰ حضرت" کو اس باب میں اساس و بنیاد کی حیثیت حاصل ہے بعد کے ادوار میں اسی مآخذ و مرجع سے اخذ و استفادے کا سلسلہ جاری ہوا جو آگے کی جانب رواں دواں ہے۔

حضرت علامہ محمود جان جام جودھپوری جو اعلیٰ حضرت کے خلفا میں ہیں انہوں نے مختصر انداز میں اعلیٰ حضرت کی منظوم سوانح حیات کی ترتیب کا فریضہ انجام دیا ہے، مظفر پور کی سرزمین سے ابھرنے والے جواں سال عالم دین حضرت مولانا محبوب گوہر اسلام پوری جن کی فطرت اور طبیعت میں شعر گوئی ہے فی البدیہہ اور برجستہ رواں دواں اشعار پیش کرنے کا کمال ہنر قدرت نے انہیں عطا فرمایا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان پہ ہر وقت شعر کی آمد کی کیفیت رہتی ہے کچھ دنوں قبل ان کا خوبصورت نعتیہ مجموعہ "ثنائے سرکار ہے وظیفہ" منظر عام پہ آیا اور اہل نظر کی نگاہوں کی زیب و زینت بنا نقادان فن اور ادب شناس زبان و قلم نے ان کی کوشش و کاوش کو داد و تحسین سے نوازا اور مرحبا فرمایا۔

نہ جانے وہ کون سی ساعت تھی جس میں انہوں نے بغیر سمجھے بوجھے ایک بہت بڑے پروجکٹ پہ کام شروع کر دیا" بغیر سمجھے بوجھے" میں نے سمجھ بوجھ کر لکھا ہے یقیناً اس لمبے سفر کی سنگلاخ وادی کا درست اور صحیح اندازہ انہیں اس وقت نہیں تھا، ورنہ وہ حوصلہ ہار جاتے لیکن جب اس وادی میں قدم رکھ دیے تو پھر رفتہ رفتہ انہیں حوصلوں کا زاد سفر بھی فراہم ہوتا رہا اور پھر اس طرح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات و خدمات پہ ڈھائی ہزار خوبصورت اشعار کا حسین و شاداب گل دستہ آپ کے روبرو پیش کرنے میں وہ سرخ رو ہو رہے ہیں۔

حضرت محبوب گوہر کی ترتیب دی ہوئی منظوم سوانح اعلیٰ حضرت ایک مکمل تحقیقی کاوش ہے جامعات میں جو تحقیقی مقالے داخل کیے جاتے ہیں جن پہ پی ایچ ڈی کی ڈگری یونیورسٹی کی جانب سے تفویض کی جاتی ہے وہ تمام خوبیاں اس منظوم سوانح میں نظر آتی ہیں، اس کتاب کی ترتیب و تہذیب کا کام بالکل اسی انداز میں دیا گیا ہے مثلاً اعلیٰ حضرت کا خاندانی پس منظر، ولادت، عہد طفلی کے واقعات، علمی فضائل و کمالات، بیعت و خلافت، تدریسی خدمات، فتویٰ نویسی، تفقہ فی الدین، تبلیغی و تعلیمی اسفار، تصنیفات و تالیفات، ترجمۂ قرآن پاک، عشق رسول مقبول ﷺ، اصلاح معاشرہ، امت مسلمہ کی فلاح و نجات کے بنیادی نکات، رد بدعات و منکرات، نعتیہ شاعری، مدارس و مکاتب کا قیام، عصری علوم پہ مہارت، علمائے عرب سے روابط و تعلقات، اولاد امجاد، خلفاء، وصال و وصایا۔

اگر مولانا موصوف نے باقاعدہ پی ایچ ڈی کا رجسٹریشن حاصل کرنے کے بعد یہ تحقیقی خدمت انجام دی ہوتی تو یقیناً انہیں تاریخی و تحقیقی منظوم سوانح حیات کی ترتیب و تہذیب کی اس گراں قدر کوشش و کاوش پہ ڈاکٹریٹ کی ڈگری تفویض کر دی جاتی، اب بھی وقت نہیں کیا گیا ہے کسی دانشور پروفیسر کو بحیثیت نگراں منتخب کر کے کسی یونیورسٹی سے رجسٹریشن حاصل کر لیں اور پھر مزید اسے رنگ و روغن دے کر نئے آب و تاب کے ساتھ عصری جامعہ میں داخل کریں۔

یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ چودھویں صدی کے اس

عبقری اور مجدد دین وملت کو سرزمین بہار سے جو لگاؤ و تعلق رہا اس کا اظہار الگ الگ انداز میں ہر دور میں ہوتا رہا، اردو نثر میں آپ کی مکمل حیات وخدمات کی ترتیب وتہذیب کا سہرا آپ کے نامور شاگرد وخلیفہ حضرت علامہ سید ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر پہ سجتا ہے تو بہار کی سرزمین پہ ہی آپ کے بے مثال تجدیدی کارناموں کی بنیاد پہ مجدد کے اعلیٰ لقب سے آپ کو سرفراز کیا گیا۔

بہار کے ہی ایک دیدہ ور نابغہ اور علم حدیث پہ گہری نظر رکھنے والے عالم دین مقبول خاص وعام خطیب ومقرر طوطئ ہند حافظ حدیث حضرت علامہ الحاج محمد قادر بخش سہسرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پہلی مرتبہ "مسلک اعلیٰ حضرت" کی اساس وبنیاد رکھی اور آپ کی محبت کو سنیت کی علامت اور پہچان بتایا اور آپ سے بعض و دشمنی کو بدعقیدگی کا نتیجہ، پہلی مرتبہ اعلیٰ حضرت کی حیات وخدمات پہ بہار کے ہی ایک اسکالر ڈاکٹر حسن رضا خان نے بہار کی پٹنہ یونیورسٹی سے آپ کی شان فقاہت میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

آپ کی تصنیفات وتالیفات ومضامین ومقالات کی اشاعت بھی بہار کی سرزمین عظیم آباد سے آپ کے نامور اور محبوب خلیفہ حضرت علامہ قاضی عبدالوحید فردوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وساطت سے ہوتی رہی، مکمل حیات اعلیٰ حضرت علم دوست حضرات کے ہاتھوں سے گزرتے گزرتے بالآخر پہلی مرتبہ الجامعۃ الرضویہ پٹنہ کے روح رواں حضرت سید ولی الدین رضوی کی کوشش وکاوش سے منظر عام پہ آئی، اسے حسن اتفاق ہی کہا جائے گا کہ منظوم سوانح اعلیٰ حضرت پیش کرنے میں اولیت کا یہ سہرا بھی پٹنہ کے معروف دینی ومذہبی ادارہ الجامعۃ الرضویہ جو شہر عظیم آباد میں مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان ہے، اس کے شعبۂ دعوت وتبلیغ سے وابستہ اور باوقار استاذ شاعر فطرت حضرت مولانا محبوب گوہر اسلام پوری ڈھائی ہزار اشعار سے "حیات اعلیٰ حضرت" کا گلشن سجا سنوار کر علمی وادبی منظر نامے پہ نمایاں ہو رہے ہیں۔

مولانا محبوب گوہر کے قلم زرنگار کی جو گوہر افشانی ڈھائی ہزار اشعار پہ پھیلی ہوئی ہے میں نے اس کا بالاستیعاب مطالعہ کیا تو محسوس ہوا کہ نظم کی جو فنی خوبیاں اور محاسن ہیں وہ سب اس کتاب میں یکجا ہو گئی ہیں، روانی، تسلسل، الفاظ کا درست انتخاب، غنائیت سلیس اور شگفتہ زبان و بیان نے اسے اہل نظر کے لیے سامان توجہ بنا دیا ہے۔

موصوف نے یہ منظوم سوانح حیات بیس ابواب پہ ترتیب دی ہے، باب اوّل سوانحات اس ضمن میں خاندانی پس منظر، آباء واجداد، ولادت، عہد طفلی کے حالات وکمالات، حسن سیرت، عادات وخصائل پابندیٔ شرع، معمولات حیات، بیعت وخلافت، اولاد امجاد، خلفاء، سفر آخرت، وصایا، وصال اور خانوادۂ رضا کے چشم وچراغ اس کے بعد درسیات، فقہیات اور سفریات، سفریات کے تحت اعلیٰ حضرت کے زیارت حرمین شریفین کے دو اسفار اور مزید تبلیغی اسفار کا تذکرہ ہے اس کے بعد تصنیفات کا باب ہے، اس ضمن میں کنز الایمان، فتاویٰ رضویہ اور الدولۃ المکیہ کا خصوصی ذکر پھر اس کے بعد علمیات، تصوفات، سائنسیات، تعاقبات، تعاقبات کے تحت عہد رضا کے فتنے اور ان کا استیصال اور حسام الحرمین کا تذکرہ اس کے بعد ایمانیات اس ضمن میں اعلیٰ حضرت کے عشق رسول کونین ﷺ، تحریک عشق رسول مقبول ﷺ کے جلوے اور احترام سادات کا ذکر ہے۔

اس کے بعد اصلاحات اور اس ضمن میں اصلاح معاشرہ میں اعلیٰ حضرت کی خدمات کا تذکرہ پھر باب خصوصیات اس کے تحت آپ کے اہم اور نمایاں کارناموں کا ذکر کیا گیا ہے پھر شعریات کا باب ہے اس کے تحت اعلیٰ حضرت کی نعت گوئی، حدائق بخشش، سلام رضا اور اس کی مقبولیت اور قصیدۂ معراجیہ اس کے بعد تعمیرات، کرامات، پیغامات، پیغامات کے ضمن میں اعلیٰ حضرت کے دس نکاتی فارمولے کا تذکرہ کیا گیا ہے، پھر باب امتیازات اس کے تحت اعلیٰ حضرت کے حوالے سے لکھی گئی کتابوں کا تذکرہ، پی ایچ ڈی کرنے والوں کے اسمائے گرامی اور ایم فل کرنے والوں کا تذکرہ ہے، اس کے بعد اعترافات کا باب ہے، اس ضمن میں علمائے عرب کے بقیہ ص ۴۹ پر

منظومات

کیسے کر پائے کوئی، منظر کشی معراج کی

از مولانا سلمان رضا فریدی، مسقط عمان

کیسے کر پائے کوئی، منظر کشی معراج کی
ماوَرائے عقل ہے جلوہ گری معراج کی

سو گئی اِس رات میں چشمِ نظامِ کائنات
دہر میں ساعت رہی بس جاگتی معراج کی

میرِ محفل ربِ تعالیٰ، شمعِ محفل مصطفیٰ
لامکاں میں انجمن ایسی سجی معراج کی

عشق سے دیکھو تو ایمانی نظر ہو جائے تیز
پڑھ رہی ہے ہر جھلک نعتِ نبی، معراج کی

چاند تاروں کو ملا تھا پاؤں چھونے کا شرف
بانٹتے ہیں آج تک وہ، روشنی معراج کی

مصطفیٰ کی آنکھ سے دیدارِ مولیٰ کر لیا
چشمِ موسیٰ کو چمک ایسی ملی معراج کی

بقیہ ص ۴۹ پر

آقا کے در مجھے دل بیتاب لے گیا

از: سید خادم رسول عینی قدوسی ارشدی

ذکر نبی سلگتے مرے خواب لے گیا
اور زندگی کے بحر سے گرداب لے گیا

نکلا تھا آفتاب یوں جاہ و جلال سے
باطل کا آب ہی نہیں سیلاب لے گیا

لمحات یادِ سرورِ کونین آئے کام
جب وقت میری خوشیوں کے اسباب لے گیا

اس کے تصورات کی قوت تو دیکھیے
آقا کے در مجھے دل بیتاب لے گیا

یا مصطفیٰ کا فقرہ محافظ بنا رہا
گرچہ زمانہ مجھ کو تہ آب لے گیا

دریا سے بھی زیادہ ہے فیاض ان کا در
آیا جو در پہ، موتی وہ نایاب لے گیا

محروم کوئی رہ گیا عین چراغ سے
اور کوئی آفتاب سے مہتاب لے گیا

آیا فرشتہ، قبض کیا روح کو، مگر
دراصل درد و فکر کا وہ باب لے گیا

حق راستے پہ لایا اسے نعت گوئی نے
شعر و ادب سے جب کوئی آداب لے گیا

عاشق فراق یار میں ہے بے قرار یوں
رستم کے دست سے کوئی سہراب لے گیا

اب بھی ہے وقت دینی اثاثے سنبھالیے
پھر کہنا مت، وہ منبر و محراب لے گیا

آیا تھا سایہ دار شجر بن کے عینی کون
ماحولیات سے کوئی زہراب لے گیا

مبارک ہو نواسہ آپ کو اے قائد ملت

از: محمد جسیم اکرم مرکزی

اتر آئی ہے آنگن میں ضیائے کشور جنت
مبارک ہو نواسہ آپ کو اے قائد ملت

ولادت باسعادت کا سویرا جس گھڑی پھیلا
ہوئی ہر گوشۂ گھر میں جھما جھم بارش رحمت

مسرت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو دختر مسجد
فلک کا چاند تیری گود میں چمکا خوشا قسمت

شہنشاہِ رسالت کے تصدق حضرتِ عاشق
قیامت تک رہے آباد تیرا خرمنِ عترت

نقوشِ حضرتِ احمد رضا خاں پر فدا ہو کر
کرے تا عمر مع اخلاص وہ اسلام کی خدمت

سماں کیا رنگ لایا ہے خوشی کی لہر ہے ہر سو
سمٹ آئیں ہے گلشن کی بہاریں بر در دولت

زہے قسمت انوکھی شان سے آمد ہوئی ایسی
بڑھی کاشانۂ اختر رضا کی رونق و زینت

خدائے لم یزل سے التجائے خاص کرتا ہوں
عروج و ارتقائے دیں ہو ان کی ذات بابرکت

بقیہ ص ۳۱ پر

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोटः-

1 तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।

2 वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इबाआत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।

3 पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25

MARCH-2023
PAGES 56 WITH COVER

PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan

ادارہ سنی دنیا کا ایک عظیم کارنامہ، رضویات پر ایک گنج گراں مایہ

امام احمد رضا نمبر

جو حضرات یہ عظیم شاہکار حاصل کرنا چاہتے ہیں ادارہ کو ۲۰۰ روپئے بھیج کر حاصل کر سکتے ہیں۔

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597